Regd. L. No. 2595 رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Regd. L. No. 2595

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا واحد اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

نور

یھدی اللّٰہ لنورہ من یشاء

ہر ماہ کی ۳ / ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر سردار محمد یوسف

(7.35)

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا۔

(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔

(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا۔

(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ روپے

" ششماہی " " ۱/۱۲

" سالانہ سرپرستوں سے ۱۰ روپے

" " امراء " ۵ روپے

" ممالک غیر سے صرف ۸ شلنگ

جلد ۲۴ — اخبار نور قادیان دارالامان مؤرخہ ۳ اپریل ۱۹۳۵ء مطابق ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۵۳ھ — نمبر ۱۷

قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ اور سکھ صاحبان

ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے!

گورمکھی لٹریچر میں آج رسالہ پھلواڑی کا پایہ بہت بلند ہے۔ اس رسالہ کے لائق ایڈیٹر جناب گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد اپنے فروری کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ چھپوایا ہے۔ سوا سات سو صفحات ہیں۔ کپڑے کی سنہری جلد ہے۔ ہمیں یہ دیکھکر خوشی ہوئی ہے کہ دنیا کے ایک بڑے مذہب کی مذہبی کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ چھپا ہے۔ مذہب اور روحانیت کے خواہشمندوں کو ہر ایک مذہب کی مقدس کتب کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔ گورمکھی پڑھے ہوؤں کو اس بات کا کوئی علم نہیں تھا کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہوا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے کہ جنہوں نے گورمکھی دانوں کیلئے بھی فرقان حمید کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنے کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کی اس اولوالعزمی کو دیکھکر سکھوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اپنے مذہبی کتب اور گورو صاحبان کے مقدس اقوال کو دیگر السنہ میں ترجمہ کر کے محض اصل لاگت پر دینے کا انتظام کریں۔"

میری دیرینہ تمنا بر آئی!

جناب گیانی بھگت سنگھ صاحب ہیڈ گرنتھی سری گورو سنگھ سبھا سمہ بسٹہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "مکرم و معظم جناب ایڈیٹر صاحب نور۔ ست سری اکال۔ عرصہ سے اشتیاق تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہی حاصل کیجائے۔ مگر بوجہ عربی کے نہ جاننے کے ہم محروم تھے۔ اتفاق حسنہ سے آپ کے ایک قادیانی بھائی کی توسط سے فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ چند یوم کیلئے ملا جس سے میری دیرینہ خواہش بر آئی۔ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ واقعی قرآن مجید ایک روحانی اور لائق ستائش کتاب ہے۔ ہم آپ کے ممنون ہیں اور آپ کے ہاتھ کا ٹیکہ پڑھ کر بیحد خوش ہوئے ہیں۔ اور ہماری طرف سے

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ صرف دو روپے۔ یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ سائز ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۷۲۸، کاغذ بہت اعلیٰ، چھپائی نہایت نفیس، جلد سنہری، گھر کی لاگت پانچ روپے، مگر تبلیغی نقطۂ خیال سے برائے نام ہدیہ صرف دو روپے، محصولڈاک ۱۴/، تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں، جلد درخواستیں بھیجیں، ورنہ یہ سنہری موقعہ پھر ہاتھ نہ آئیگا۔

آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حیدر پرنٹر چھپا۔ اور سردار محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیرِ قادیان

ایک غیر جانبدارانہ رائے

"سیر قادیان" کے عنوان سے سردار ارجن سنگھ صاحب اپنے اخبار "رنگین" مورخہ ۲۵ر مارچ ۳۵ء میں یہ لکھتے ہیں کہ :—

"ہم نے جب مسلم اخبارات میں پڑھا کہ قادیان میں احمدی لوگوں نے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ تو ہم خود مطالعہ حالات کیلئے قادیاں پہنچے۔ اس سفر میں ہم نے جو کچھ دیکھا ہے۔ ہم اس سے تمام ہندوستانی بھائیوں کو آگاہ کر دینا ضروری خیال کرتے ہیں۔ تاکہ دنیا جان سکے کہ دراصل قادیان کی صورت حالات کیا ہے اور یار لوگوں نے کیا مشہور کر رکھا ہے اور اس سے ان کی غرض کیا ہے۔

احراری دوستوں نے وائے ویلا مچا رکھا ہے کہ احمدیوں نے قادیان کے مسلمانوں کا بائیکاٹ کر رکھا ہے ہم یہ اطلاع سُنکر بہت حیران ہوئے۔ اگر احمدیوں نے مسلمانوں کا مقاطعہ کر رکھا ہے۔ تو آخر احراریوں کو اس سے شکایت کیوں پیدا ہو سکتی ہے۔ جبکہ خود احراری مرزائیوں سے کسی قسم کا تعلق ہی نہیں رکھنا چاہتے۔ اور اکثر ان کے اخباروں میں احمدیوں کے بائیکاٹ کی تلقین پڑھی جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی ہمارے دل میں یہ ارادہ پیدا ہوا۔ کہ ہم خود قادیاں جاکر بچشم خود تمام حالات کو دیکھیں۔ چنانچہ ہم قادیان پہنچے۔ اور ہم نے دیکھا کہ تمام شور بالکل بے معنی اور قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے۔

ہم نے دیکھا کہ تمام قصبے کے مالک مرزائی ہیں اور کچھ حصہ ہندوؤں کی ملکیت ہے۔ غیر مرزائی مسلمان اس میں کم تعداد میں ہیں۔ اور فتنہ احرار سے پہلے امن کے ساتھ قادیان میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ چنانچہ ہمیں تحقیقات سے معلوم ہوا۔ کہ ماشکی جو احمدیوں کے گھروں میں پانی بھرتے ہیں وہ غیر احمدی مسلمان ہیں۔ اور انہیں اعتراف ہے کہ مرزائی ان سے بحُسن سلوک پیش آتے ہیں۔ اور بدستور ان سے خدمت لے رہے ہیں۔ اگر کسی سقہ کو پانی بھرنے سے روکا ہے تو اس کی جگہ کوئی مرزائی ماشکی مقرر نہیں کیا۔ بلکہ غیر مرزائی مسلمان بہشتی ہی لگایا گیا ہے۔ اس صورت میں جو احراریوں کے ساتھ شامل ہو کر فساد کرتے ہیں۔ اور برسر بازار فحش گوئی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے احمدیوں کی علیحدگی طبعی امر ہے۔ اس لئے وہ مورد الزام نہیں بن سکتے علیحدہ کر دینے سے یہ نتیجہ نکالنا کہ مسلمانوں کا بائیکاٹ کیا گیا ہے سراسر غلط ہے۔ جب اس صورت میں کہا جا سکتا تھا۔ کہ احمدی لوگ غیر مرزائیوں کو مرزائیوں کی خاطر علیحدہ کرتے۔ لیکن حالات یہ نہیں ہیں۔ بلکہ آج تک احمدیوں کے کام کرنے والوں میں غیر احمدی ماشکی۔ دھوبی۔ حجام۔ ترکھان۔ لوہار وغیرہ شامل ہیں۔ ان کا اکثر حصہ غیر احمدی مسلمان اور ہندو۔ سکھ وغیرہ ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ہمیں خاص تحقیقات سے یہاں تک معلوم ہوا ہے۔ کہ صاحب حیثیت اور امیر و معزز احمدیوں کے گھروں میں بعض خدمتگار عورتیں بھی غیر احمدی ہیں اور جہاں تک ہماری تحقیقات کا نتیجہ ہے ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ مرزائیوں نے مسلمانوں کو ہرگز بائیکاٹ نہیں کیا اور یہ ساری افواہیں محض پروپیگنڈا ہیں جو خدا جانے کیوں محض مرزائیوں کو بدنام کرنے کی نیت سے وضع کی گئی ہیں۔

ہمیں بعض شریف مسلمانوں سے یہاں تک بھی معلوم ہوا ہے کہ اگرچہ ہم لوگوں کو مرزائیوں کے عقیدہ سے قطعاً ہمدردی نہیں ہے لیکن پھر بھی مرزائی لوگ ہماری تکلیفوں میں ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ چنانچہ علاقہ کے مسلمانوں سے ہمیں معلوم ہوا۔ کہ ظفروال کی مسجد کے معاملہ میں جو کام ہوا۔ اسمیں مرزائیوں نے بہت زیادہ حصہ لیا۔ حالانکہ ظفروال کی مسجد سے مرزائیوں کو کسی قسم کا تعلق نہ تھا۔ الغرض ہماری تحقیقات یہ ہے کہ مرزائی تمام مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ دلچسپی لیتے اور اپنے رسوخ کی وجہ سے کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مسلم لیگ کانفرنس اور کشمیر کمیٹی میں مرزائیوں کو شامل کیا گیا۔ اور سوائے احرار کے تمام مسلم جماعتیں مرزائیوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کے حق میں ہیں۔ ہمیں بھی اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خاں کی کامیابی میں بھی غیر مرزائی مسلمانوں نے بہت کوشش کی اور تمام سمجھدار مسلمان مرزائیوں کے ساتھ کوآپریشن کرنے کے حق میں ہیں۔ یہ ہماری بے لاگ تحقیقات کا نتیجہ ہے۔ جسے ہم نے محض ملکی خدمت مدنظر رکھتے ہوئے شائع کر دیا۔ کیونکہ ہمارے نزدیک ملک کی مختلف جماعتوں کا اتحاد ہی آزادی وطن کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

ہم اپنے ہندو اور سکھ دوستوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ غور کریں کہ جب احرار خود مسلمانوں کے اندر اتحاد کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اور اپنے خلاف رائے کو برداشت نہیں کر سکتے۔ تو پھر ان سے کیونکر امید ہو سکتی ہے کہ وہ غیر مسلم اہل ملک کے اتحاد کے روادار ہوں۔ اس لئے ہندوؤں اور سکھوں کو بھی چاہئے کہ وہ احرار کے دھوکوں سے بچیں۔ (باقی آئندہ)

ذاتی آزادانہ طور پر تحقیقات کرنے کے بعد ہم خود مرزائیوں کے دفتر میں پہنچے۔ اور ناظر اعلیٰ سے ملاقات کر کے ان کا بیان پوچھا۔ انہوں نے حسب ذیل تحریری بیان دیا۔ جو پورا کا پورا نیچے درج کیا جاتا ہے۔

دفتر نظارت اعلیٰ السلسلة العالیہ احمدیہ قادیان دارالامان

جب احرار کی شرارتیں قادیان میں بڑھ گئیں۔ اور ان کے گمراہ کن پروپیگنڈا کی وجہ سے بعض قادیانی سنی مسلمانوں نے ان کے ساتھ تعلقات پیدا کر کے مخالفت کی ابتدا کی۔ اور خطرناک حرکات بھی کیں تو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح نے مجھے ایک دفعہ بلا کر کہا کہ یہ لوگ ہمارے پرانے ہمسائے ہیں۔ اور صدیوں تک ہمارے خاندان کے ساتھ سکھ دُکھ میں شریک رہے ہیں۔ لیکن اب احرار کے پروپیگنڈا کی وجہ سے ہمارے خلاف ہو کر ہماری دشمنی کر رہے ہیں چونکہ یہ اشخاص عام طور پر ان پڑھ اور کم فہم لوگ ہیں۔ اور ان کو اسلام کے نام پر ہمارے خلاف اُکسایا جا رہا ہے۔ اس لئے یہ لوگ معذور اور قابل معافی ہیں۔ بنابریں میں آپکو تاکیداً حکم دیتا ہوں کہ اس بات کا خیال رکھا جاوے کہ ان لوگوں کو اس جھگڑے اور فساد میں حقیقی نقصان نہ پہنچ جائے۔ اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو میں آپکو ذمہ دار قرار دونگا

فتح محمد سیال

۱۳/۳/۳۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۝

ہندوستان کی قسمت

ہندوستان پہلے ہی کافی مشکلات سے گذر رہا تھا مگر کراچی کے واقعہ نے جہاں چالیس کے قریب مسلمان ہلاک ہوئے اور سَو کے قریب زخمی ہوئے۔ ہندوستان کی مشکلات میں اور بھی اضافہ کر دیا ہے مہاسبھائی ذہنیت کے ہندوؤں کو مسلمانوں کی اس مصیبت میں مسلمانوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں۔ مسلمان یہ نہیں کہتے کہ ہندو عبدالقیوم کو حق بجانب قرار دیں مگر مسلمان بجا طور پر اپنے ہمسایوں سے کم از کم اتنی رواداری کی توقع رکھتے تھے یا رکھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ ملکر گورنمنٹ کو یہ کہیں کہ ایک آزاد کمشن کے ذریعہ اس امر کی تحقیقات کرائی جائے کہ آیا کراچی میں گورنمنٹ گولی چلانے میں حق بجانب تھی۔ اگر مسلمانوں کی خاطر نہیں تو کم از کم اپنی خاطر ہی ہندوؤں کو اس جائز مطالبہ میں مسلمانوں کا ساتھ دینا چاہئے۔ کیونکہ اگر آج کراچی میں گولی چل سکتی ہے تو کل دوسری جگہ بھی اور اگر تحقیقات سے یہ ثابت ہو جائے کہ گولی چلانے میں گورنمنٹ حق بجانب نہیں تھی تو اس کا نتیجہ ضرور یہ ہو سکتا ہے کہ اگر دوسری جگہ ایسی ضرورت پڑے تو احتیاط ہو ——— مجھے افسوس ہے کہ بعض ہندو دوستوں کی ذہنیت اس قدر ایک رو میں بہ چکی ہے کہ وہ کم از کم ایک مشترکہ معاملہ میں بھی مسلمانوں کا ساتھ دینے کیلئے تیار نہیں۔

میرا تو یہ خیال ہے کہ اگر ہندو دوست شروع سے ہی مسلمانوں کے معاملہ میں کچھ رواداری سے کام لیتے تو نوبت یہاں تک پہنچتی ہی نہ۔ آج تک جو کتابیں یا ٹریکٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخانہ رنگ میں لکھے گئے۔ جنہوں نے مسلمانوں کے جذبات کو غیر معمولی مجروح کیا اس کے لکھنے والے عام طور پر آریہ یا آریہ نما ذہنیت کے ہندو ہی تھے۔ اگر ایسے مفسد مصنفین کی آریہ یا ہندو حوصلہ افزائی نہ کرتے۔ تو کبھی یہاں تک نوبت ہی نہ پہنچتی۔ ہندوستان کے امن کی خاطر نہیں نہیں بلکہ اپنی بہتری کی خاطر یہ ضروری ہے کہ جب کوئی مفسد ہندو کوئی ایسی کتاب لکھے تو بحیثیت مجموعی ہندو اس کو سخت جھاڑ ڈالیں اور نہ صرف جھاڑ ہی اگر ہو سکے تو اس کا سوشل بائیکاٹ کریں اور کوئی اس مفسدانہ کتاب کو نہ خریدے اور مقدمہ میں کوئی ہندو وکیل ایسے مفسد کے مقدمہ کی پیروی نہ کرے۔ اگر ہندو ایسا کر سکیں تو یہ ہندوستان آج ہی مفسدہ پردازوں سے پاک ہو سکتا ہے۔ اور یہ تیرہ خاکدان آج ہی جنت نشان بن سکتا ہے۔

ہندو بھائیوں کو کبھی ٹھنڈے دل سے اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ کیا کبھی کسی مسلمان نے ہندو بزرگ کی شان میں کچھ لکھا۔ کیا مسلمان لکھنا نہیں جانتے یا ان کے ہاتھ میں قلم نہیں۔ یا انہیں ہندوؤں کے بزرگوں کی کمزوریوں کا علم نہیں۔ یہ امر واقعہ ہے کہ مسلمان ہندوؤں سے بہتر لکھ سکتے ہیں اور مسلمان بھی ہندو مذہب سے اتنے ہی واقف ہیں جیسا کہ کوئی اور ہو سکتا ہے مگر وہ ایسا کر کے ہندوستان کے امن کو برباد نہیں کرنا چاہتے اور بعض حالات میں تو ہندو بزرگوں کو مسلمان اپنا ہی بزرگ سمجھتے ہیں اور کئی ایک مسلمان تو فرقان حمید کے اس ارشاد کے ماتحت **لِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ** یعنی ہر ایک قوم کیلئے ہادی آئے۔ شری کرشنؑ اور رام چندر جی کو بھی انبیاء علیہم السلام کے زمرہ میں سمجھتے ہیں۔ یہ اسلام کی کتنی رواداری ہے۔ اس کے بالمقابل اگر ہندو صاحبان مسلمانوں کے بزرگان کرام کو اپنا بزرگ سمجھنے کیلئے تیار نہیں تو مضائقہ نہیں۔ مگر کم از کم ہندوؤں کو اتنا تو سوچنا چاہئے۔ کہ مسلمان ہمارے ہمسایہ ہیں پہلو بہ پہلو رہتے ہیں۔ کروڑوں کی تعداد میں ہیں اسلئے ہمیں کم از کم ان کے جذبات اور احساسات کی خاطر ہی ان کے بزرگان کرام کی شان میں جن کیلئے ان کے دلوں میں غیر معمولی احترام ہے۔ خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات کہ آج بھی جن کا نام مبارک سنکر بڑے بڑے بادشاہ تخت سے اتر پڑتے ہیں۔ کم از کم ایسی محبوب ہستی کی شان مبارک میں تو گستاخی سے کام نہ لیں۔ مذہبی رنگ میں کسی کے جذبات کو مجروح کرنا بلا شبہ آگ سے کھیلنا ہے۔ مسلمانوں کو جب بھی موقعہ ملا ہے انہوں نے اپنے خطرناک سے خطرناک مخالفین کے ساتھ بھی رواداری کا ثبوت دیا ہے۔ دور جانیکی ضرورت نہیں۔ یہ چند سالوں کی ہی بات ہے کہ سول اینڈ ملٹری گزٹ نے آریہ سماج کے مایہ ناز اصول نیوگ پر کڑی نکتہ چینی کی تھی۔ اور آریہ پریس نے مسلمان پریس سے یہ درخواست کی تھی کہ ایسے موقعہ میں مسلمان سول کا ساتھ نہ دیں۔ لہٰذا مسلمانوں نے اپنے ہمسایوں کی خاطر سول کا ساتھ نہ دیا۔ اسلئے سول کا یہ سلسلہ مضامین جو بلا شبہ آریہ سماج پر ایک کاری ضرب تھی۔ زیادہ اہمیت حاصل نہ کر سکا۔

رواداری اختیار کرنے کے لئے کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ مگر ہر ایک عقلمند کو کم از کم اپنا نفع و نقصان تو سوچنا چاہئے۔ اور ہندو بھائیوں کو یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ اگر ہندوستان کو حقیقی معنوں میں کبھی سوراج مل سکے گا تو وہ ہندو مسلم اتحاد سے ہی۔ بلا شبہ مسلمان قلیل ہیں مگر اتنے قلیل نہیں کہ انہیں نظر انداز کیا جا سکے۔ یا انہیں نظر انداز کر کے ہندو کامیاب ہو سکیں۔ مسلمانوں کی اقلیت ایسی اقلیت ہے۔ کہ جسے کیا تمدنی نقطۂ خیال سے اور کیا سیاسی جہت سے غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر ہندو صاحبان مسلمانوں کی طرف تھوڑا سا بھی رواداری کا ہاتھ بڑھائیں تو یقیناً وہ مسلمانوں کو بہترین دوست اور بہترین روادار پائیں گے ✤

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

عورت اور ہندو مذہب

فیروز پور کے ایک وکیل صاحب ۱۷/ مارچ کے پرکاش میں لکھتے ہیں کہ "جس قدر عورت کا درجہ ویدک دھرم اور ہندو شاستر میں رکھا گیا ہے۔ اس کا مقابلہ اسلام کا قانون وراثت نہیں کر سکتا"

بہتر ہوتا کہ وکیل صاحب اپنے شاستروں سے ایسی کوئی سند بھی پیش کر سکتے۔ تلسی رامائن میں یہ صاف لکھا ہے ؎

ڈھول ۔ گنوار ۔ پشو ار ناری

یہ سب تاڑن کے ہنکاری

میں اس کا ترجمہ بھی نہیں دینا چاہتا اور کوئی وجہ نہیں کہ وکیل صاحب کی نظر سے رامائن کا یہ قول نہ گزرا ہو۔ منو شاستر میں بھی جو کچھ عورتوں کے متعلق کہا گیا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے ۔ دور کیوں جاؤ ۔ ویدک دھرم کوئی ایسی نظیر نہیں دے سکتا ۔ جس میں کوئی ہندو عورت حکمران گزری ہو مگر مسلمانوں کی تاریخ کئی ایک ایسی مثالیں پیش کر سکتی ہے اسی سے اندازہ لگا لو کہ کون مذہب عورتوں اور عورتوں کے حقوق کو اہمیت دیتا ہے۔

کثرت ازدواج اور ہندو مذہب

اسی مضمون میں وکیل صاحب نے مسلمانوں کو یہ بھی طعن دیا ہے کہ وہ ایک وقت میں چار تک عورتیں کر سکتے ہیں۔ مجھے سخت حیرت ہوتی ہے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ دوسرے مذاہب پر تنقید کرتے ہوئے آریہ ناقد اپنے آپ کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ دوسرے کی آنکھ کا وہمی تنکا تو انہیں نظر آتا ہے مگر وہ اپنی آنکھ کے حقیقی شہتیر کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ رشی یاگولکھ ایک بہت بڑے رشی اور بزرگ گزرے ہیں۔ جو ویدوں کے شارح بھی تھے۔ وہ تعدد ازدواج کے نہ صرف قائل بلکہ عامل تھے بتلائیے۔ فیروز پور کے وکیل صاحب ویدوں کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں یا رشی موصوف ۔ رشی دہیچے ایک بہت بڑے رشی گزرے ہیں ان کا دستور العمل بھی یہی تھا۔ کرشن جی مہاراج تو ہندوؤں کے نزدیک اوتار سمجھے جاتے ہیں۔ اور خود آریہ سماج بھی انہیں رشی ہی کہتا ہے۔ بتلائیے۔ ان کی کتنی بیویاں تھیں۔ ویدوں کے بہترین شارح تو تعدد ازدواج کے عامل رہے۔ مگر وہ لوگ جو ان رشیوں اور منیوں کے پاسنگ بھی نہیں تعجب ہے کہ وہ کثرت ازدواج کے متعلق مسلمانوں کے منہ آنے کی جرأت کرتے ہیں۔

دونوں میں سے کونسی چیز اچھی ہے

مسلمان تو کثرت ازدواج کے قائل ہیں اور ضرورتاً ایک سے زیادہ بیویاں کرتے ہیں۔ مگر آریہ سماج بھی ضرورتاً کثرت ازدواج کا کسی نہ کسی رنگ میں قائل ہے اور وہ اسکی بجائے نیوگ کا سہارا لیتا ہے۔ نیوگ کیا ہے یہ بھی تعدد ازدواج کی ایک بگڑی ہوئی صورت ہے اور خود آریوں کے دل بھی اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ جس طرح علانیہ رنگ میں مسلمان تعدد ازدواج پر عامل ہیں آریہ سماج نیوگ پر نہیں بلکہ اب تو آریہ سماج بھی نیوگ کی بجائے نکاح بیوگان کو اختیار کر رہا ہے ۔ حالانکہ ستیارتھ پرکاش میں نکاح بیوگاں کی سخت مخالفت کی گئی ہے ۔ جس کا یہ مطلب ہے۔ کہ آریہ سماج دل سے اسلامی اصولوں کی صداقت کا قائل ہو رہا ہے مگر اس صداقت کو زبان پر نہیں لانا چاہتا۔ مگر ہم مایوس نہیں وہ وقت دور نہیں جب آریہ سماج کو صداقت اسلام کا اعتراف کرنا پڑے گا ۔

ہاں ہمیں بھی اس سے اتفاق ہے

۲۰/ مارچ کا پرتاب لکھتا ہے کہ "گورنمنٹ کبتک ان اخبارات کے خلاف جو مذہبی انارکزم کا کھلے بندوں وعظ کرتے ہیں۔ تادیبی کارروائی کرنے سے گریز کرتی رہے گی"۔ بات معقول ہے کوئی بھی شخص مذہبی انارکی یا اسکے تائیدی اسباب مہیا کرنے کو ایک منٹ کے لئے پسند نہیں کریگا۔ جو لوگ مذہبی بزرگوں کی شان میں غیر معمولی گستاخی خواہ وہ تحریر سے ہو یا تقریر سے کام لیتے ہیں اور جو لوگ پھر اس کی حمایت کرتے ہیں۔ حقیقی معنوں میں مذہبی انارکی کو ترقی دینے کے وہی موجب ہیں ۔ اگر رنگیلا رسول کے پبلشر کی پرتاب اور پرکاش کے مالک کی طرف سے حمایت نہ کی جاتی تو کسی دوسرے کو بھی اس امن سوز وادی میں قدم رکھنے کی جرأت نہ ہوتی ۔ جو بھی مذہبی انارکی کی حمایت کرتا ہے۔ خواہ وہ کسی رنگ میں ہو، وہ قابل ملامت ہے، مضائقہ نہیں۔ کہ خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان۔

ایک مچھلی تمام جل کو گندہ کرتی ہے

۱۹/ مارچ کا ملاپ لکھتا ہے کہ " ان مسلمانوں سے جو چند بیوقوف ہندوؤں کے افعال سے تنگ آکر جداگانہ حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں ۔ ہندوؤں میں اگرچہ نادان دانش آدمی ہیں تو بہت سے ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے متحدہ قومیت کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے"

یہ صحیح ہے کہ سب ہندو یکساں نہیں۔ مگر وہ بھی تو ہندو ہی ہیں۔ جنہوں نے آج سے کچھ عرصہ قبل یہ کہا تھا کہ اگر مسلمانوں کو باجے کی آواز ناگوار گزرتی ہے تو وہ اپنی مسجدوں کو شہر سے باہر لے جائیں۔ اور اگر مسلمان ہندوستان میں رہنا چاہتے ہیں تو انہیں ہندو کلچر اختیار کرنا پڑے گا ۔ اور اس صورت میں یہ بات اور بھی زیادہ قابل غور ہو جاتی ہے کہ جب فہمیدہ ہندوؤں کی طرف سے ایسے لوگوں کو جھاڑ نہیں ڈالی جاتی بلکہ خاموشی سے ایک طرح ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے ۔

اس ہمدردی کے کیا کہنے

۲۴/ مارچ کا پرکاش لکھتا ہے کہ " ایسی حالتوں میں مسلمانوں کو سوچنے کی ضرورت ہے کہ یورپ میں اپنی طاقتوں کو خرچ کرنے کی بجائے کیا یہ بہتر نہیں کہ وہ ان ممالک کو سنبھالیں۔ جو پہلے ہی اسلامی ہیں"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس مشورہ کے کیا کہنے۔ یورپ میں تبلیغی مشن قائم ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے مگر جس تیزی کے ساتھ لوگ اسلام کو قبول کر رہے ہیں اس کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کچھ بعید نہیں کہ چند سالوں میں ہی غیر معمولی نتائج برآمد ہو سکیں۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے۔ واقعات اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اور جہاں بھی گیا قوموں کی قوموں کو ہڑپ کر گیا۔ مگر برخلاف اس کے ایڈیٹر پرکاش کو اپنی فکر کرنی چاہیئے۔ کیا آریہ مذہب ہندوستان سے باہر کبھی بھی اپنا قدم جما سکا۔ ہرگز نہیں خود ہندوستان میں بھی اب آریہ مذہب ڈانواں ڈول حالت میں ہے۔ خود آریہ کہلانے والے آریہ عقاید کو جواب دے رہے ہیں اور آرین عقائد کو ترک کر کے اسلامی عقائد کو لے رہے ہیں۔ مثلاً توحید کا عقیدہ۔ تحریک شدھی۔ نکاح بیوگان وغیرہ وغیرہ۔

یہ معاملہ لنڈن میں نہیں بلکہ دہلی میں حل ہوگا

پنڈت مالویہ کمیونل ایوارڈ کی تنسیخ کیلئے لنڈن ایک وفد لے جا رہے ہیں۔ اس وفد پر کم از کم چالیس پچاس ہزار روپیہ خرچ ہوگا۔ میں تو میں خود ہندو پریس بھی یہ کہہ رہا ہے کہ مالویہ جی کی کامیابی موہوم ہے۔ اور یہ ہے بھی درست کیونکہ کمیونل ایوارڈ کا قضیہ جب بھی کبھی طے ہوا۔ انگلستان میں نہیں بلکہ ہندوستان میں ہی طے ہوگا۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اس کے متعلق ہندوستان میں کوشش کی جائے مسلمان ایک بہترین روادار قوم ہے۔ اگر مسلمانوں کو مہاسبھائی لیڈر یہ یقین دلا سکیں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ رواداری سے کام لیں گے تو یقیناً یہ معاملہ آج ہی طے ہو سکتا ہے۔ ہندوستان کو جب بھی سوراج ملا وہ ہندو مسلمانوں کے اتفاق سے ہی مل سکیگا۔

بالکل ٹھیک

۲۳ر مارچ کا پرتاب لکھتا ہے کہ "ممالک غیر ہندوستان کے متعلق یہ اثر قبول کرتے ہیں کہ وہ ایک وحشی ملک ہے جہاں کے لوگ قاتلوں کو بھی ہیرو بنا سکتے ہیں۔"

ہاں یہ صحیح ہے۔ کیونکہ جب جنگ بہادر نیپالی نے ایک ہندو کو قتل کیا تھا تو اس فعل کو تمام ہندو مستحسن اور قابل ستائش خیال کرتے تھے۔ اور اس کی حمایت کیلئے اسقدر زبردست پروپیگنڈا کیا گیا تھا کہ جنگ بہادر تختہ دار پر لٹکائے جانے کی بجائے غالباً آٹھ سال کی قید کر دیا گیا تھا۔ مگر اسے ہیرو سمجھکر ہندوؤں کی طرف سے اس کی آزادی کا مطالبہ جاری رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک قاتل ایک یا دو سال کی قید کے بعد رہا کر دیا گیا۔ اور رہائی کے بعد غیر معمولی شان کے ساتھ اس کی آؤ بھگت کی گئی۔

کیا ہندو پریس غور کریگا؟

جنگ بہادر بھی قاتل ہے اور عبدالقیوم بھی۔ دونو کے جرم کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں۔ لیکن پہلا قاتل ہندو جاتی کا ہیرو سمجھا جاتا ہے اور دوسرا قاتل اس کے نزدیک جنونی سمجھا جاتا ہے۔ ہم قتل کو کسی صورت میں بھی پسند نہیں کرتے خواہ وہ اپنی نوعیت میں کیسا ہی ہو کیونکہ قتل بہر حال قتل ہے۔ اس سے دنیا کا امن تباہ ہوتا ہے مگر مہاشہ کرشن مالک پرتاب اور اسی قماش کے دوسرے لوگوں کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اگر ان کے دل میں پیغمبر اسلام کی سچی عزت کا کچھ جذبہ ہوتا۔ اگر اور کسی نقطہ خیال سے نہیں تو کم از کم اس جہت سے ہی کہ آج کم از کم اس ہادی برحق کے نام لیواؤں کی تعداد ساٹھ کروڑ سے متجاوز ہے۔ جن کے قلوب میں اس ہادی برحق کے لئے غیر معمولی عقیدت ہے تو ایسے لوگ دنیا کی اس عظیم الشان شخصیت کے احترام کو ضرور جگہ دیتے۔ جس کی تعلیم کے صدقے ہم مسلمان کرشن۔ رام چندر اور حضرت بابا نانک کی سچے دل سے عزت کرتے ہیں۔ میں نہ تو عبدالقیوم کے فعل کا حامی ہوں اور نہ ہی جنگ بہادر کے۔ لیکن مہاشہ کرشن کے قماش کے لوگوں کو مذہبی تعصب نے اس قدر وارفتہ کر دیا ہے کہ ان کے نزدیک مسلمانوں کے پیغمبر کی توہین ایک ایسا معاملہ ہے۔ جسے مسلمانوں کو ٹھنڈے دل سے برداشت کر لینا چاہیئے۔ لیکن جنگ بہادر کے لئے یہ جائز ہے کہ ایک نیپالی کی خاطر قانون اپنے ہاتھ میں لے۔ اور پستول یا خنجر سے اپنے ہی ہم مذہب کا رشتہ حیات منقطع کر دے۔

یہ ذہنیت قابل اصلاح ہے

دراصل اسی ذہنیت نے ہندو اور مسلمانوں کے درمیان آزردگی۔ کشیدگی اور تنفر کی خلیج کو بہت وسیع کر دیا ہے۔ جو باوجود ہزار کوشش کے پٹنے میں نہیں آتی۔ "قتل" ہر صورت میں بُرا ہے۔ خواہ وہ عبدالقیوم کے ہاتھ سے ہو یا جنگ بہادر کے ہاتھ سے۔ مگر مجھے اس وقت بہت حیرت ہوئی جب ہندو پریس نے جنگ بہادر نامی نیپالی قاتل کی حمایت کی۔ اگر ہم ایک دوسرے کیلئے کچھ روادار بن سکیں تو آئندہ کے ایسے امن سوز واقعات کا ایک حد تک قلع قمع ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص کسی بزرگ کی شان میں سوء ادبی سے کام لے تو کوئی جماعت اس کی حامی نہ بنے بلکہ اس کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے تو تھوڑے ہی عرصہ میں ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے قریب ہو سکتے ہیں۔ اور سب غلط فہمیاں دور ہو کر ہندوستان حقیقی معنوں میں مسلمانوں اور ہندوؤں کیلئے جنت نشان ہو سکتا ہے۔

عیسائی مشنری اور ہندوستان

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عیسائی مشنری نہایت خاموشی کے ساتھ ہندوستان میں اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں اور ہمیں اس وقت ہی معلوم ہوتا ہے۔ جب ہر ایک مردم شماری ہندوستان میں عیسائیوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ لاتی ہے۔ عیسائیوں کی طرف سے ہندوستان میں یہ جدوجہد پہلے ہی کچھ کم نہ تھی۔ اب ہندوستان عیسائی مذہب کی تبلیغ کرنے والی جملہ انجمنوں کے نمائندوں نے لنڈن میں جمع ہو کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ہندوستان پر ہلہ بول دیا جائے اور جسقدر ہندوستانی عیسائی بنائے جا سکتے ہیں بنائے جائیں ہندوستان میں عیسائیوں کو دو گروہوں میں زیادہ کامیابی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوئی ہے۔ اول اچھوتوں میں اور اس سے اُتر کر کسی حد تک مسلمانوں میں۔ اور جب سے احمدیت کی تحریک شروع ہوئی ہے۔ عیسائی مذہب کو مسلمانوں وہ کامیابی نہیں ہو رہی۔ بلکہ ایک طرح سے قریباً قریباً مسدود ہی ہو چکی ہے۔ کیونکہ جن تبلیغی ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر احمدی مبلغ عیسائی مشنریوں کا مقابلہ کرتے ہیں وہ تبلیغی ہتھیار اس قدر کامیاب ہوئے ہیں کہ جس میدان میں بھی عیسائیت کو احمدیت سے مقابلہ پڑا۔ عیسائیت کو نیچا دیکھنا پڑا۔

پچاس لاکھ روپیہ عیسائیت کی تبلیغ کیلئے

گذشتہ دنوں اسمبلی کی کارروائی کے دوران میں بجٹ پر بحث کرتے ہوئے یہ معلوم ہوا کہ حکومت پچاس لاکھ روپیہ عیسائی مذہب کی تبلیغ پر خرچ کر رہی ہے۔ حکومت کا اعلان تو یہ ہے کہ وہ مذہبی معاملات میں غیر جانبدار ہے مگر پادریوں کے لئے یہ نصف کروڑ روپیہ ہندوستان کے خزانہ سے خرچ کرتی ہوئی وہ کس طرح اپنے اعلان میں حق بجانب ہو سکتی ہے۔ مذہبی معاملات میں غیر جانبداری کا اعلان تو اس امر کا تقاضہ کرتا ہے۔ کہ یہ روپیہ فوراً بند کر دیا جائے۔ اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر دیگر مذاہب کو بھی اسی نسبت کے ساتھ دیا جائے۔

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ایک سکھ مُبلّغ کی نظر میں

جناب پنڈت لچھمن سنگھ صاحب پرچارک گورو نانک مشنری انبالہ سے لکھتے ہیں کہ "بندہ نے آپ کا کیا ہوا ترجمہ قرآن مجید بحروف گورمکھی کسی شخص کے پاس دیکھا اور پڑھا اس کیلئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کیونکہ آپنے یہ نہایت ہی قابل تعریف کام کیا ہے۔ اور میں اس ترجمہ کو بیحد پسند کرتا ہوں۔"

نُور اور نُور کے ناظرین

نُور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کر رہا ہے۔ دوست تو دوست دشمن بھی اس کے معترف ہیں۔ دوستوں کا فرض ہے کہ وہ نور کی توسیع اشاعت کے لئے خصوصیت سے توجہ فرمائیں۔ نور کے وہ کون سے خریدار ہوں گے جن کے ایک دو دوست نہ ہوں۔ اور پھر وہ کون سے دوست ہونگے۔ جنہیں نور جیسے مجاہد پرچہ کی خریداری کیلئے کہا جائے۔ اور وہ انکار کر دیں۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ نور کی قیمت دو قسطوں میں بھی وصول کی جا سکتی ہے اور جن دوستوں نے آج تک نور کا چندہ ادا نہیں کیا ان بھائیوں کا فرض ہے کہ وہ بذریعہ منی آرڈر اپنا چندہ بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں۔ ورنہ اخیر اپریل کو ان کے نام وی پی ہوں گے۔ اور اس صورت میں وی پی کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ اسوقت جبکہ میں فرقان حمید کے ہندی ترجمہ کی طباعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی تکمیل میں مصروف ہوں۔ دوستوں کا یہ فرض ہے کہ وہ خصوصیت سے اس کار خیر میں میرا ہاتھ بٹائیں اور میں ان سے صرف اسی قدر چاہتا ہوں کہ ہر ایک خریدار کم از کم ایک یا دو نئے خریدار مہیا کر دے اور وقت پر نور کا وی پی وصول فرمالے تا کہ میں نور کے مالی بوجھ سے ہلکا ہو کر اپنی توجہ عمدگی سے فرقان حمید کے ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی طرف دے سکوں۔ ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی تبلیغی نقطہ خیال سے جسقدر سخت ضرورت ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور اس کار خیر میں ہر ایک مسلمان بھائی کا اعانت کرنا نہایت ضروری ہے۔ اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر خوبی رکھتی ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اخلاق حسنہ سے لوگوں کو آگاہ کرنا اور فرقان حمید کی مقدس تعلیم سے لوگوں کو مستفیض کرنا یہ جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے۔

خیر خواہان مِلّت کی توجہ کے قابل

اس وقت کئی ایک نادار اور خواہشمند سکھوں اور ہندوؤں کی درخواستیں قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کیلئے دفتر میں آئی پڑی ہیں۔ مگر دفتر میں کوئی ایسا فنڈ نہیں جس سے ان دوستوں کی اس روحانی پیاس کو بجھایا جائے۔ فرقان حمید کے گورمکھی ترجمہ نے گورمکھی دان سکھوں اور ہندوؤں پر جو بہترین اثر کیا اور کر رہا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ فرقان حمید کی مقدس تعلیم سے مستفیض ہونے کیلئے لوگ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی اس روحانی پیاس کو بجھائیں۔ دوستوں کو چاہئیے۔ کہ وہ اس کار خیر میں خصوصیت سے حصہ لیں۔ اور ان نادار اور خواہشمند سکھوں اور ہندوؤں کے ہاتھوں میں یہ بہترین تحفہ پہنچائیں۔ اس وقت قریباً چالیس کے قریب خواہشمندوں کی درخواستیں آئی پڑی ہیں۔ تبلیغ کی خاطر ہدیہ صرف فی کاپی دو روپیہ ہے۔ اگرچہ گھر کی لاگت قریباً صہ ہے اور ۴؍ محصول ڈاک۔ اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر خوبی رکھتی ہے۔ مگر خواہشمندوں کو فرقان پاک کی تعلیم سے آگاہ کرنا بلاشبہ یہ بہترین نیکی ہے۔ میرا کام تو یہ تھا کہ میں رات دن کی محنت شاقہ سے قرآن پاک کا گورمکھی اور ہندی ترجمہ کر کے پبلک میں لے آتا۔ اب خواہشمند پبلک کو اس سے مستفیض کرنے میں بھائیوں کی اعانت کا محتاج ہوں۔ اگر نور کا ہر ایک پڑھنے والا اپنے دل میں یہ مصمم ارادہ کر لے کہ میں نے کم از کم ایک گورمکھی دان سکھ یا ہندو تک فرقان کریم کے گورمکھی ترجمہ کو ضرور پہنچانا ہے تو تھوڑے ہی عرصہ میں ہم سیکڑوں خواہشمندوں کو اس روحانی دولت سے مالامال کر سکتے ہیں۔ اور یہ دوستوں کیلئے بہترین ثواب اور کار خیر کا موقعہ ہے۔

سکھ اخبار اہل جماعت احمدیہ کی رواداری کا اعتراف

گورمکھی اخبار موجی امرتسر اپنے ۱۱ مارچ کے پرچہ میں لکھتا ہے۔ "گذشتہ ہفتہ احمدی جماعت کے واجب الاحترام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امام حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے ایک ڈیپوٹیشن نے پٹیالہ پہنچ کر کرنل سردار رگھبیر سنگھ صاحب سردار ڈیوڑھی معلیٰ (سکرٹری پٹنہ صاحب عمارت فنڈ) کو پانچ صد روپیہ گوردوارہ شری پٹنہ صاحب کی عمارت فنڈ میں چندہ دیا - شری مہاراجہ بہادر آف پٹیالہ نے بھی باوجود غیر معمولی مصروفیت کے اپنے پریتم کے تخت صاحب کیلئے چندہ لانے والے اس وفد کو قریباً آدھ گھنٹہ ملاقات کا شرف بخشا اور احمدی جماعت کی اس پریم بھری بے تعصب سپرٹ کی بہت تعریف کی - وفد کے ممبر سکھوں کے سب سے بڑے مہاراجہ کے شاہی اخلاق پر اتنے گرویدہ ہوئے کہ شری مہاراجہ کی تعریف کرتے ہوئے تھکتے نہیں، سوال پانچ صد یا پانچ ہزار یا پانچ لاکھ روپیہ کا نہیں - صرف اس محبت آمیز اور بے تعصب سپرٹ کا ہے - جس کا اظہار احمدی جماعت کی طرف موجودہ فرقہ وارانہ ذہنیت میں کیا گیا -

ہم احمدی جماعت کے اس محبت بھرے عملی اظہار کا جو انہوں نے شری گوردوارہ پٹنہ صاحب کے معاملہ میں اختیار کیا - تہ دل سے شکرگزار ہیں - اور ہم احمدی جماعت کے واجب الاحترام امام ہز ہولی نس خلیفۃ المسیح کو یقین دلاتے ہیں - کہ سکھ قوم ان کی اس بے تعصب رواداری اور محبت کو کبھی نہیں بھولے گی -

اخبار اکالی پترکا گوربھی لاہور ۲۸ فروری کے پرچہ میں لکھتا ہے - یہ معلوم کرکے بے حد خوشی ہوئی ہے - کہ ۲۲ فروری کو قادیان کے احمدی جماعت کا نمائندہ وفد گوردوارہ صاحب پٹنہ کی کمیٹی کے سکرٹری کرنل سردار رگھبیر سنگھ صاحب کو ملا - اور اپنی جماعت کی طرف سے پانچ صد روپیہ کی رقم گوردوارہ صاحب کی عمارت کے لئے ادا کی - احمدی جماعت کی اس رواداری کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے - خصوصاً اس عہد میں جب کہ فرقہ وارانہ ذہنیت سے یہ ہندوستان تیرہ خاکدان بن رہا ہے - ہمارے مسلمان احمدی بھائیوں کی طرف سے یہ چندہ ایک بیش بہا تحفہ ہے - اور باہمی محبت سے لبریز ایک ایسی ذہنیت کا ثبوت ہے کہ موجودہ کرہ ہوائی میں جبکہ مختلف اقوام میں آزردگی - کشیدگی اور تنفر کا دور دورہ ہے - احمدی بھائیوں کا یہ نیک قدم باہمی بغلگیر کرانے کا موجب ہے - اور یہ ایک قابل تعریف قدم ہے - کہ اس کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے - جن مذاہب کی آڑ لے کر آج ہماری کمزوریوں کا اشتہار دیا جاتا ہے انہی مذاہب میں سے ایک جماعت کا دوسری مذہبی جماعت کے ساتھ یہ سلوک کرنا یہ ایک ایسی ذہنیت کا اظہار ہے کہ ہماری قلم اس کی تعریف و توصیف سے قاصر ہے - ہم احمدی بھائیوں کی اس رواداری کو دیکھ کر ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں - کہ دیگر مذہبی اقوام بھی ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور رواداری کا اظہار کرنے کے لئے احمدی جماعت کی اس نیک مثال سے فائدہ اٹھائیں گی -

آریہ سماج کی اندرونی تصویر

آریہ سماج کے وشوبندھو جی کا ایک "پتر کرانتی" ماہ فروری ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا ہے - اس میں پنڈت جی نے آچاریہ رامدیو کو مخاطب کرکے جو کچھ لکھا ہے - اس کا ایک حصہ ہم نیچے درج کرتے ہیں - امید ہے - اس سے ہمارے ناظرین ایک سرکردہ آریہ سماجی کے اپنے منہ سے آریہ سماج کی اندرونی حالت زار کو جاننے کا اچھا موقعہ پائینگے

"کیا یہ بات آپ سے مخفی ہے کہ آپ کے اپنے گوروکل سناتکوں کے وچار آپ کے من ماتے سدھانتوں سے نہیں ملتے - آپ نے ان کو راہ راست پر لانے کیلئے اب تک کیا کیا ہے؟ کون نہیں جانتا کہ آریہ سماج کے اندر ایسے پنڈتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جن کے اندرونی وچار اور ہیں اور بیچارے اوپر اوپر سے آپ جیسے با اقتدار منتظموں کے ڈر سے یا تو چپ رہتے ہیں اور یا اپنی آتما کے برخلاف آپ کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں - لیکن یہ حالت آریہ سماج کے لئے نہایت خطرناک ہے - یہ اندرونی پھوڑا اندر ہی اندر سے اسے کمزور کررہا ہے - آپ لوگوں کو صرف یہ منظور نظر آیا ہے - کہ آپ کے سامنے تو آریہ سماج کے سدھانتوں کا ڈھول بجتا رہے - پیچھے جو ہوگا دیکھا جائے گا - اگر آپ سوچیں گے تو آپ کو اس کی تہ میں آپ کا اپنا اندرونی ڈر کام کرتا ہوا نظر آنا چاہئے - میرا یہ وشواس رہا ہے کہ آپ اپنی طاقت کے چھن بھن ہو جانے کے ڈر سے خالص آزاد خیالی تو دور رہی، ویدوں اور شاستروں کے ستیارتھ کے درشن کرنے سے بھی گریز کرتے ہیں"

اس کے علاوہ آپ آچاریہ رامدیو جی کے متعلق لکھتے ہیں

"آپ نے جان بوجھ کر لوگوں کو از سر نو غلط فہمی میں ڈالنے کی ضرور کوشش کی ہے"

اس اقتباس میں جلی الفاظ اپنے ناظرین کی خاص توجہ کے لئے ہم نے کر دیئے ہیں کہ جو آریہ سماج اور اس کے بعض لیڈروں کی حالت زار کو اچھی طرح ظاہر کرتے ہیں (ماخوذ)

گداگری کے انسداد کی ضرورت

ہمارے دیش میں اس وقت گداگری بہت زیادہ بڑھ رہی ہے - بازار میں چیزیں خریدنے کیلئے جائیں - وہاں گداگر سودا خریدنے نہیں دیتے - ایک کے بعد دوسرا آن موجود ہوتا ہے - گلیوں میں ایک اچھی تعداد میں یہ لوگ دکھائی دیتے ہیں - سٹیشنوں اور گاڑیوں میں یہ لوگ چین سے بیٹھنے نہیں دیتے - اور خواہ مخواہ لوگوں کو تنگ کرتے ہیں یہ سچ ہے کہ اس وقت ہمارے ملک میں بیکاری بہت زیادہ ہے - لیکن ان میں زیادہ تر وہی لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنا پیشہ ہی مانگنا بنا رکھا ہے - یہ لوگ خود تو یہ پیشہ اختیار کرکے اپنی زندگیوں کو خراب کرتے ہی ہیں لیکن اپنے بچوں کو بھی وہ یہی پیشہ سکھاتے ہیں - ان کے بچوں کو دیکھکر ترس آتا ہے - کہ ان کے ماں باپ ان کی زندگیوں کو کس طرح خراب کر رہے ہیں - اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ گداگری کا انسداد کیا جاوے - اس کے لئے سوسائٹی اور گورنمنٹ دونوں کو دھیان دینا چاہئیے اور جو ہٹے کٹے لوگ بھیک مانگتے پھرتے ہیں انہیں کام کرنے کیلئے مجبور کرنا چاہئیے - (ماخوذ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی نقطۂ نگاہ سے مساوات کی حقیقت

(از مولانا ابوالکلام آزاد)

برادران عزیز! کل صبح کچھ لوگ میرے پاس آئے جو یہاں سے قریب ہی رہتے تھے۔ اُنہوں نے ایک بات کہی اور اس بات کے بارے میں شرعی نقطہ نگاہ دریافت کیا۔ میں نے ان کو جواب تو دے دیا۔ اور اس کے بعد وہ لوگ چلے بھی گئے لیکن میں کیا بتاؤں کہ اس وقت میرے قلب کی بےچینی، اضطراب اور اضطرار کا کیا عالم تھا۔ اور رہ رہ کر کونسا درد تھا جو میرے جسم و حواس کو ناکارہ کئے دے رہا تھا۔ موجودہ مسلمانوں کی پست ذہنیت، جھوٹا غرور۔ بیجا فخر اور اس کے نتائج بد ایک ایک کر کے آنکھوں کے سامنے آتے اور مجھے لرزہ بہ اندام کرتے گئے۔

بات کیا تھی کہنے اور سننے میں تو معمولی، اور بہت ممکن ہے کہ اس قسم کے واقعات، تم روز سُنا کرتے ہو۔ اور تمہارے دل پر اس کا کوئی اثر بھی نہ ہوتا ہو، مگر باعتبار نتائج یہ بات جتنی اہم ہے اور اس زمین پر، ایک مسلمان کے لئے شرمناک میں نہیں سمجھتا کہ اس سورج کے نیچے اس سے بڑھ کر، کوئی اور بات دردانگیز اور دل فگار ہو۔

لال بیگی شریعت اسلامی کے پابند ہیں۔ ان لوگوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ ان لوگوں میں ہیں جن کو "لال بیگی" کہتے ہیں۔ ہندوستان کے ہر گوشہ میں ہماری برادری ہے، صفائی۔ اور گھروں میں "کمائی" کا کام ہمارا پیشہ اور شکم پری اور تن پروری کا ذریعہ ہے۔ ہم لوگ مذہباً مسلمان ہیں۔ ہم میں کوئی مر جائے تو اسلامی طریق پر غسل میت۔ اور تجہیز و تکفین کرتے ہیں۔ پیدائش کے موقعہ پر وہ تمام رسوم ادا کرتے ہیں جو مسلمانوں کے یہاں برتا جاتا ہے۔ نماز روزہ کے بھی معتقد ہیں۔ اگرچہ پابند کم ہیں۔ خدا رسول کے بارے میں ہمارے عقائد ہیں جو عامة المسلمین کے لیکن اس کے باوجود مسلمان ہم سے چھوت برتتے ہیں۔ ذلیل سمجھتے ہیں۔ اور حقارت سے پیش آتے ہیں۔ چنانچہ ہماری برادری کا ایک آدمی محلہ کے ہوٹل میں چائے پینے گیا۔ دوکاندار کو ہماری ذات معلوم نہ تھی۔ وہ چائے پی کر اور قیمت ادا کر کے چلا آیا۔ لیکن بعض لوگ جو ہماری ذات سے واقف تھے۔ اُنہوں نے دوکاندار سے سخت باز پرس کی۔ اور بائیکاٹ کی دھمکی دی، وہ سہم گیا۔ اور بھاگا ہوا ہم لوگوں کے سردار کے پاس آیا۔ اس آدمی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ ہمارے چند آدمی اس کے ساتھ بھی ہو لئے۔ چنانچہ وہاں سب کے سامنے ہم کو بُرا بھلا کہا گیا جس پر ہم لوگوں نے بخوشامد معافی مانگی۔ تب کہیں جان بچی۔ دوکاندار نے وہ برتن جس میں ہمارے آدمی نے چائے پی تھی۔ سب کے سامنے تڑوا دیا اور اس کی قیمت ہم سے وصول کی گئی۔ اس کے بعد سارے برتن دھوئے گئے۔ اور ہوٹل کی دھلائی کی گئی۔ اور دوکاندار نے آئندہ محتاط رہنے کی قسم کھا کر جان بچائی۔

چھوت چھات کے متعلق اسلام کا نقطہ نگاہ۔

اس قصہ کو بیان کر کے ان لوگوں نے مجھ سے اس معاملہ میں شرعی احکام دریافت کئے اور پوچھا کہ کیا واقعی شرع شریف کی نگاہ میں بھی ہم اسی سلوک کے مستحق ہیں۔

آہ! میں کیا کہوں کہ اس سوال نے میرے دل کے کتنے ٹکڑے کئے۔ اور روح کو کیسا صدمہ عظیم پہنچایا۔ شرم، ندامت انفعال و انقباض سے گردن جھک گئی اور میں پسینہ پسینہ ہو گیا۔

مسلمانو! فخر و غرور، فضیلت و برتری کے اس جھوٹے بت کو اسلام نے مٹایا تھا۔ اور داعی اسلام نے مساوات حقیقی کے بے برگ و بار درخت کو سرسبز کیا تھا کیا تم پھر اسی جہالت کے دور میں واپس پہونچ گئے ہو جس طرح تم نے اور بہت سے جتھے اور برادری اور گروہ بنائے۔ فضیلت و بزرگی کے مفروضہ مراتب قائم کئے۔ حالانکہ خدا نے کوئی پروانہ نہیں اتارا کہ فلاں گروہ معزز اور فلاں برادری ذلیل ہے بلکہ اس نے فرمایا تو یہ فرمایا کہ:۔

یاایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ وجعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا!

لوگو! ہم نے تم کو بلا استثنا، مرد و عورت کے اختلاط سے پیدا کیا۔ اور صرف پہچان کے لئے قبیلوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ تاکہ قوموں کی تقسیم میں کوئی دقت نہ پیدا ہو۔ یعنی بلحاظ پیدائش سب ایک۔ کسی کو کسی پر کوئی تفوق، کوئی فضیلت، کوئی برتری نہیں ہے۔ البتہ قومیت و مملکت کی تقسیم کی خاطر اس پہچان کے لئے کہ یہ شخص عرب کا ہے۔ یہ افریقہ کا۔ یہ یورپ کا۔ یہ ہندوستان کا۔ قبائل میں بانٹ دیا ہے۔ اور بس۔ لیکن اس فضیلت و اعزاز کے لئے جس کا کہ غلط گمان آج کہلانے والے مسلمانوں نے اپنے لئے خاص کر لیا ہے۔ اس نے معیار ٹھیرایا تو یہ ٹھیرایا کہ:۔

اکرمکم عند اللہ اتقاکم! اللہ کے نزدیک زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار اور متقی ہے۔

بتاؤ تم نے اپنی فضیلت و تفوق کا جواز کہاں سے نکالا۔ گروہ بندی۔ جتھہ بندی۔ برادری کی تقسیم اور پھر اس تقسیم میں کم معزز زیادہ معزز کے مفروضہ مدارج جو تم نے بنا لئے ہیں ایک بھی صحیح نہیں ہے۔ اسلام نے اس طرح کی کوئی تقسیم تسلیم نہیں کی۔ جس طرح ہندوستان میں ہندوؤں نے اپنی چار ذاتیں اور ان کے اعزاز و اکرام فرض کر لیا تھا۔ اور چھوت چھات کی رسم جاری کی تھی، یا مصر کے آثار و نقوش بھی بتاتے تھے، کہ ان میں بھی جذبۂ تفوق و انانیت تھا۔ یا پھر قبل از اسلام عرب میں کسی نہ کسی شکل و صورت میں چھوت چھات اور فخر و غرور کارفرما تھا۔ لیکن بعد بعثت خیر الناس و خیر الرسل یہ چیز آہستہ آہستہ معدوم ہوتی گئی۔ اور زیور اسلام سے آراستہ ہونے کے بعد ایک مسلمان کے نزدیک تو اس بیجا غرور کا کوئی شائبہ بھی باقی نہیں رہ جاتا۔

شرافت و عزت کا معیار دل کی پاکیزگی ہے

انسان بڑا ہے یا چھوٹا؟ تو اللہ کے نزدیک جس کا دل پاک ہے وہی بڑا ہے۔ برادری گروہ یا جتھہ کا کہیں سوال ہی نہیں آتا جسم، جس کے تم پیچھے پڑے ہو اور جس کی بابت تمہارا خیال ہے کہ اگر وہ صاف ہے اور دوسرے کپڑے بھی صاف ہیں اور ڈھکا ہوا بھی اچھے درزی کے ہاتھ کے سلے ہوئے کپڑے سے ہے تو وہی اشراف و معزز و برتر انسان ہے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ طہارت اور صفائی بھی طہارت اور صفائی نہیں سچی طہارت اور سچی صفائی، دل کی طہارت اور دل کی صفائی ہے۔ اور برتری و فوقیت بھی اسی آدمی کو ہے جس کے سینہ میں اس کا دل طاہر و صاف ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سن لو زبانی عقائد سے نہیں، مسلمان عمل سے مسلمان ہوتا ہے۔ اور پھر جب زبانی اقرار و عقائد کے اعتبار سے بھی وہ لوگ تمہاری طرح ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ تو پھر ان کے ساتھ تمہارے یہ وحشیانہ سلوک کیوں؟ ان میں بھی بہت سے ایسے ہیں۔ جو صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں۔ کتنے ایسے ہیں جو پابند نہیں ——— اور تم خود تو بتاؤ تمہارا کیا حال ہے؟ کیا خود تمہارا بھی یہی حال نہیں ہے کہ بعض نماز و روزہ کے پابند ہیں۔ مگر اکثر:۔ ہائے اکثر غافل و تارک صلوٰۃ اور عجب نہیں کہ تمہارے غرور والے، اور مدعیان فضیلت و تفوق قیامت کے دن منہ دیکھتے رہیں۔ اور وہ اعزاز و تکریم میں تم سے بڑھ جائیں۔

سرور عالمؐ کا اسوۂ حسنہ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ، ارشاد و تعلیم ہمارے سامنے ہے ایک سے زائد نمونے ہمارے پیش نظر ہیں کہ اقوام غیر اور نامسلمانوں کے ساتھ آپ کا میل جول، اکل و شرب، کس قدر بڑھا ہوا تھا۔ بے تکلفی کی فراوانی نے کبھی مسلم و غیر مسلم کی تمیز تک نہ ہونے دی۔ دیکھنے والے یہی سمجھتے رہے کہ ایک اپنے خاندان کے کسی فرد یا سچے اور پکے مسلمان سے محو کلام و مصروف گفتگو ہیں۔ یہودیوں، عیسائیوں اور مشرکوں کے ساتھ بے تکلف شریک طعام ہو جایا کرتے تھے۔ اور کبھی اس قسم کا پرہیز نہ فرمایا چنانچہ دو واقعے اس معاملہ میں نہایت اہم اور تواریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں۔ ایک مرتبہ عیسائیوں کا ایک ڈیپوٹیشن آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا۔ کون سی مسجد، وہ مسجد کہ اللہ کے نزدیک، کعبہ اقدس کے بعد قسم ہے خدا کی کہ کوئی محبوب و محترم جگہ نہیں ہے۔ مسجد نبویہ میں ٹھیرایا۔ بخاری کی روایت ہے کہ جب اتوار کا دن آیا تو ان لوگوں کو نماز کے لئے تشویش ہوئی۔ جب واقعہ کا علم اس وجود اقدس کو ہوا جو کسی کے فکر و غم کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ تو اس نے ان عیسائیوں کو تسلی دی اور فرمایا کہ تم کچھ تردد و ملال نہ کرو، یہ مسجد عبادت ہی کے لئے ہے۔ تم شوق سے اپنے طریقہ پر نماز ادا کرو۔ مجھے قطعاً کوئی اعتراض نہیں اور نہ کوئی مسلمان کچھ تعرض کرے گا چنانچہ وہ خوش ہو گئے اور پورب کی طرف منہ کر کے اپنے طریقہ پر اپنی نماز ادا کی۔

معاند کفار کے ساتھ حضرت رسالتمآبؐ کا سلوک۔ دوسرا اہم واقعہ، بنو ثقیف قبیلہ طائف کی آمد کا واقعہ ہے۔ صحاح ستہ میں ہے کہ ان کے ساتھ رحمت للعالمینؐ کا سلوک نیک تاریخ عالم کے اہم ترین واقعات اور حضور کے رؤف و رحیم اور رحمت للعالمین ہونے کا ناقابل انکار ثبوت ہے۔ پہلا واقعہ تو اس اعتبار سے کہ اس وقت عیسائیوں کی دشمنی اتنی سخت و شدید نہ تھی اور وہ اہل کتاب بھی تھے۔ اتنا اہم نہیں ہے جس قدر کہ واقعہ ثانی اپنی نوعیت و واقعات و حقائق کی بنا پر اہم ہے۔ اس لئے کہ یہ گروہ، یعنی طائف کا قبیلہ بنو ثقیف عقیدۃً مشرک کامل تھا پھر اس گروہ کی اسلام سے دشمنی کا وہ روح فرسا واقعہ بھی ہے کہ جب سرور دو عالم محبوب پروردگار مکہ میں دینی تبلیغ کا خاطر خواہ اثر نہ پا کر اس خیال سے طائف تشریف لے گئے کہ مشرکین مکہ کی عداوت میں ذاتیات کو بھی دخل ہے۔ قرب و جوار و دیہات میں شاید تعلیم مفید ہو تو اسی قبیلہ کے سرداروں نے شریروں کی ایک جماعت پیچھے لگا دی۔ جس جگہ حضور تشریف لے جاتے یہ لوگ شور کرتے اور پتھر مارتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وجود گرامی جس سے زیادہ محترم، جس سے زیادہ اشرف، جس سے زیادہ مکرم، ابتدائے تخلیق سے آج تک اس کرۂ خاک پر پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ ہو گا، لہولہان ہو گیا پیشانی اقدس سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے۔ اور خون بہہ بہہ کر پیروں تک آیا۔ نعلین مبارک پائے مقدس کے ساتھ وصل ہو کر رہ گئے۔ الغرض جب وہ آئے تو لوگوں نے کہا کہ انھیں ہم لوگ اپنے اپنے گھروں میں ٹھہرالیں۔ اللہ کے رسولؐ نے نامنظور فرمایا۔ اور حکم دیا کہ سب کو مسجد میں ٹھہرایا جائے۔ تم تو یہ سُنکر چونک پڑو گے کہ مسجد میں اور مشرک کو۔ ہاں ہاں انہیں مشرکوں اور ایسے خونریز و مفسد مشرکوں کے بارے میں حکم فرمایا کہ مسجد میں ٹھہرائے جائیں۔ جن کی اسلام و مسلم دشمنی کے زخم اس وقت بھی ہرے تھے، مندمل نہ ہوئے تھے اور مسجد میں ٹھہرانے کی علت بھی بتا دی کہ یہ اسلام کی عبادت دیکھیں گے۔ عبادت کی سادگی اور اس کے انہماک و استغراق کو دیکھیں گے۔ اللہ کا کلام سنیں گے سچائی ان کے کانوں میں پڑیگی۔ شاید راہ نیک کی توفیق ملے۔

چنانچہ ہوا بھی یہی۔ اس وفد میں جتنے لوگ آئے۔ کلام اللہ کی سماعت، سچائی کی باتوں اخلاق و عادات سے مسلمانوں کے ایسے گرویدہ ہوئے کہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ غور کرو۔ مزاج کی نوعیت کیا تھی۔ رنگ کیا تھا۔ مگر خلق عظیم، کردار، عمل، اخلاص نے کیا بنا دیا۔ آئے تھے دشمن ہو کر۔ گئے تو اس طرح کہ سب کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں۔ اور ان میں طوق محبت پڑا ہوا تھا۔ اس ذات بابرکات کا جس کے ساتھ وہ، وہ سلوک کر چکے تھے جو تم نے ابھی سُنا۔

چھوت چھات حرام مطلق ہے ۔ یہ ہیں وہ کردار جس نے اپنا بنا لیا تھا۔ نہ کہ تم کہ اپنوں کو ٹھکراتے ہو اور ان کو بیگانہ بناتے اور مشرکوں اور کافروں کے حوالے کئے دیتے ہو۔ خوب سن لو کہ اسلام میں چھوت چھات نہیں ہے، بالکل نہیں ہے قطعاً نہیں ہے۔ یہ ہندو اور دیگر اقوام کی لعنتیں ہیں جن پر تم عامل ہوتے جاتے ہو۔ چھوت چھات ناجائز اسلام میں حرام کی بلکہ حرام مطلق ہے۔ کسی چیز سے رسول کریمؐ نے ہم کو بچنے کے لئے اتنی تاکید نہیں فرمائی۔ جتنی کہ چھوت چھات کے گندہ خیال سے دور رہنے کی، یاد رکھو، جسم کوئی بھی ہو، ناپاک نہیں ہوتا، جسم سب کا پاک ہے۔ ہاں ناپاک ہوتا ہے تو دل، اسی واسطے رسول پاکؐ نے مجمعوں، مجمعوں میں لوگوں کو مخاطب فرماتے ہوئے دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے کہ۔

التقوٰی ھٰھنا التقوٰی ھٰھنا

تقوٰی یہاں ہوتا ہے۔ تقوٰی کا مقام یہ ہے۔ پاکی، وہ پاکی ہے جو اسجگہ کی ہو۔

مسیحیت کی کامیابی کی بنیاد چھوت چھات پر ہے

عیسائیوں کی تبلیغی عظیم الشان کامیابی کی وجہ بھی یہی چھوت چھات ہے۔ آج کل کے مسلمانوں کی اسی پست ذہنیت نے ان پر ترقی کے میدان کھول دئے ہیں۔ وہ مسلمان جو تمہاری ہی غفلت تبلیغ سے پستی میں رہ گئے اور اسلامی تعلیم وہاں نہ پہنچ سکی۔ اور آج تمہارے خیال میں اچھوت مسلمان ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان بات پوچھنا تو درکنار ہمیں مسلمان بھی نہیں سمجھتے۔ چنانچہ پنجاب میں آج بھی وہ بستیاں کی بستیاں جو باپ دادے سے مسلمان تھیں عیسائی ہو چکی ہیں، اور اسی طرح یوپی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں بھی بستیاں کی بستیاں تم جاکر دیکھو تو آج عیسائی ہیں، مگر کل وہ مسلمان تھیں۔ ورنہ عیسائی باعتبار اپنی رعونت و غرور کے ایک منٹ کے لئے بھی اتنی عظیم الشان ترقی نہیں کر سکتے تھے۔ آج بھی مساوات کا جو عالم اور برکات اور تعلیم مسلمانوں میں ہے ان میں نہیں۔ چنانچہ ان کے یورپین گرجے الگ، نیم یورپین گرجے علیحدہ اور ہندوستانی عیسائیوں کے گرجے جداگانہ۔ مگر یہ دیسی عیسائیوں کی ان تھک کوشش کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کی خصوصیتوں پر عامل ہو کر، تمہاری غفلت اور تمہارے غلط دعوائے فضیلت و برتری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اُنہوں نے کامیابی اور عظیم الشان کامیابی حاصل کی۔

تم جانتے ہو کہ بنگال میں مسلمانوں کی تعداد اکثریت میں ہے۔ کیوں ایسا ہے؟ ابتداء میں بعض سچے داعی اور مخلص مسلمانوں کا قدم آیا۔ اور انہوں نے تبلیغی دورے کر کر کے، طرح طرح کی تکلیفیں، کوچ او مقام کی اذیتیں، خورد و نوش کے مصائب، آب و ہوا کے حملے برداشت کر کر کے، اللہ کا کام سمجھکر، اللہ کے رسولؐ کی خوشنودی کیلئے اس کے نام و کلمہ کو ان تک پہنچایا۔ آج گو وہ عقائد کے لحاظ سے تبدیل شدہ سہی۔ اعمال میں کاہل و غافل سہی، لیکن مسلمان ہیں، اللہ اور اس کے رسول کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ بہر حال بنیاد قائم ہے، عمارت جب چاہے کھڑی کی جا سکتی ہے۔

اسی طرح یہاں سے قریب ہی، کتنی ابنائے وطن کی جماعتیں تھیں، جو دل سے مسلمان ہونے کے لئے تیار تھیں، مگر بُرا ہو اس چھوت چھات کا کہ وہاں کے مقامی مدعیان فضیلت و تفوق نے انہیں مایوس کر دیا اور وہ عیسائی ہو گئیں۔

مشرقی بنگال کا ایک واقعہ ۔ یہی جہالت اور چھوت تو تھی کہ ایک مشرقی بنگال کی اس برادری کا ایک طالب علم جس کو تم نے اپنی گروہ بندیوں میں سب سے نچلی جماعت و گروہ فرض کر رکھا ہے۔ کلکتہ آیا اور مدرسہ عالیہ میں داخل ہوا...... اپنی تعلیم ختم کر کے جب وطن پہنچا تو ظاہری کیفیت اور ٹھاٹھ دیکھ کر کسی مسجد میں لوگوں نے نماز کے وقت اس کو امامت کے لئے کھڑا کر دیا۔ بعض لوگ بعد کو آئے اور یہ دیکھکر کہ یہ تو فلاں برادری کا شخص ہے حالت نماز ہی میں اس کو مارنا شروع کیا، کیوں؟ اس لئے کہ فلاں برادری کا ہو کر امامت کیلئے کیوں کھڑا ہو گیا، بالآخر وہ بھاگ کر تھانہ پہنچا اور اپنی جان بچائی۔ وہاں سے کسی نہ کسی طرح میرے پاس کلکتہ آیا۔ حالات سُنکر میں نے چند آدمیوں کو اس بستی میں بھیجا اور تاکید کی کہ ایک مجلس طعام ترتیب دے کر سب کو ایک ہی دستر خوان پر کھانا کھلایا جائے اور میرا حکم پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ گو بعض بھائیوں نے انکار کیا، مگر ایک کثیر تعداد اس پر تیار ہو گئی۔ اور ایک حد تک ان کے خیالات کی اصلاح ہو گئی۔

میرا خیال تھا کہ شاید اب یہ چیز کم ہو گئی ہے مگر اس واقعہ نے بتایا کہ نہیں اب بھی ایسے جہلا کی کمی نہیں۔

افسوس کہ لوگ اب بھی اثر نہیں لیتے، آنکھیں نہیں کھولتے اور ان کو اپنی زبون حالی کا احساس نہیں ہوتا۔

جو تم میں یہاں موجود ہے وہ سن رہا ہے، اور جو موجود نہیں ہے تمہارا فرض ہے کہ اس تک میری آواز پہنچا دو کہ

"وہ مسلمان مجرم ہو گا جو کسی مسلمان سے چھوت چھات کریگا۔

وہ مسلمان مجرم ہو گا جو کسی کے ساتھ دنیا کی بنائی ہوئی حلقہ بندی میں سے کسی حلقہ میں خواہ وہ کتنا ہی کم درجہ کا حلقہ ہو، مگر اللہ کے ساتھ اپنا رشتہ رکھتا ہو، اس سے چھوت برتے گا۔ یا اس کو اپنے سے کم یا حقیر و ذلیل سمجھے گا۔

وہ مسلمان مجرم ہو گا جو کسی مسلمان سے پیشہ یا کام کی بنا پر اس سے پرہیز کرے گا، اسکو بنظر ذلت دیکھیگا۔

یورپ میں سیاسی جاسوسوں کی کثرت

جاسوسی کے حیرت انگیز طریقے

ذمہ دار اطلاعات سے پتہ چلا ہے۔ کہ گذشتہ دو برس کے عرصہ میں یورپ کے مختلف ملکوں میں تقریباً ۷۰۰ جاسوس گرفتار ہوئے اور کہا جاتا ہے کہ اس وقت دس ہزار کے قریب تربیت یافتہ جاسوس سارے یورپ میں پھیلے ہوئے ہیں جو مشتبہ اقوام اور ممالک کے حالات اپنے اپنے ملکوں کو پہنچاتے رہتے ہیں۔ جس چالاکی سے یہ جاسوس اپنے ملکوں کو مطلوبہ اطلاعیں بھیجتے ہیں ایسے عجیب و غریب ہیں کہ انہیں معلوم کر کے انسان حیرت زدہ رہجاتا ہے۔

حال ہی میں سوویٹ روس کے جاسوسوں کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ اُبلے ہوئے انڈوں کے ذریعہ اپنے ملک میں اطلاعیں بھیجتے ہیں اس طرح کہ اُبلے ہوئے انڈوں کو تازہ انڈوں میں رکھکر بازار میں بھیجدیتے ہیں جنکو سوویٹ حکام کی طرف سے خرید لیا جاتا ہے۔ ان اُبلے ہوئے انڈوں کو جب توڑا جاتا ہے تو ان کے اندر کی سفیدی پر نہایت صفائی کے ساتھ وہ اطلاعات درج ہوتی ہیں جو جاسوس اپنی حکومت کے لئے فراہم کرتا ہے۔ کہتے ہیں۔ اُبلے ہوئے انڈوں کی جلد پر ایک نئی وضع کی سیاہی سے لکھا جاتا ہے جو شکر سے بنائی جاتی ہے۔ یہ تحریر جوں کی توں انڈے کے اندر سفیدی پر اتر آتی ہے اور جلد کے اوپر ذرا بھی نشان باقی نہیں رہتا۔

انڈوں کے بعد کپڑوں پر بیل بوٹوں کی کڑھت کے ذریعہ جاسوسوں کے پیغام پہنچائے جاتے ہیں۔ چند اشارے وضع کر لئے گئے ہیں اور یہ اشارے ٹانکوں کے ذریعہ کئے جاتے ہیں۔ لمبے لمبے ٹانکے، باریک باریک بخیہ یا کوئی پھول پتہ کسی نہ کسی پیغام کا مظہر ہوتا ہے اس قسم کے پیغام جاسوس عورتیں پہنچایا کرتی ہیں۔ بظاہر یہ سوئی تاگہ میں مصروف اور معصوم دکھائی دیتی ہیں لیکن ان کا ہر ہر ٹانکا ایک اہم اور گہرا راز ہوتا ہے جس کو صرف ان کی اپنی حکومتیں دریافت کر سکتی ہیں۔

ایک مرتبہ ایک جرمنی جاسوس لندن آیا اس کے قبضہ میں بظاہر کوئی چیز مشتبہ نہیں تھی سوائے مستعملہ ٹکٹوں کے البم کے اس میں انگلستان کے مختلف بندرگاہوں کے مہر زدہ ٹکٹ چسپاں تھے۔ اور ان ٹکٹوں کے برابر نمبر لگے ہوئے تھے، جن کا مفہوم بعد کو یہ سمجھ میں آیا کہ جس جگہ اور جس تاریخ کی مہر تھی اس جگہ اسی تاریخ ان نمبروں کے مساوی جنگی جہاز اور کشتیاں لنگر تھیں، اور اس طرح گویا بحری قوت کے متعلق صحیح اطلاعات اس معصومانہ طریقہ سے جرمنی کو بھیج دئے جاتے تھے۔

شیشے اور روشنی کی مدد سے بھی میلوں دور فضا میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاع سے اور پیغامات بھیجے جاتے ہیں۔ ایک جاسوس رات کی تاریکی میں گھر کے "دودوان" کے ذریعہ ایک غیر معمولی قوی روشنی اور شیشے کی مدد سے فضا میں اشارے کرتا ہے۔ جس کو ہوائی جہاز وصول کر لیتا ہے۔ اور اپنی حکومت تک پہنچا دیتا ہے۔

ایک عورت جاسوس یورپ کے ایک مشہور قونصل خانہ میں ملازم تھی۔ صبح آنے اور شام کو جانے کے وقت برابر اس کی تلاشی لی جاتی تھی۔ اور کوئی بات اس میں ایسی مشتبہ نہیں تھی۔ جس پر یہ شبہ کیا جا سکے کہ وہ قونصل خانہ کے راز باہر بھیج رہی ہے۔ اس کا کام دروازے کی جوڑیوں اور شیشوں کو روز صاف کرنا تھا اور وہ چپ چاپ یہ کام کر دیا کرتی تھی۔ ایک روز اتفاق سے پتہ چلا۔ کہ جس انداز سے یہ شیشوں کو صاف کرتی ہے۔ بظاہر وہ بہت معصومانہ طریق ہوتا ہے۔ لیکن حقیقتاً وہ اسی ذریعہ سے پیغامات اپنے ساتھیوں کو قونصل خانہ کے باہر بھیجتی ہے اس کا ساتھی باہر کھڑا ہوا اس کے صاف کرنے کے انداز کو شیشوں میں سے بغور دیکھتا ہے اور روز یہ پیغام لے کر رخصت ہو جاتا ہے۔

گزشتہ جنگ عظیم کے دوران میں جرمنی اپنے جاسوسوں کو فرانس میں مختلف قسم کے گانوں کے چھپے ہوئے کاغذ بھیجا کرتا تھا۔ اور یہ کاغذ اگرچہ جرمنی کی طرف سے ہوتے تھے لیکن ایک اور ملک سے آیا کرتے تھے جو فرانس کا ہمسایہ تھا اور فرانس کا حلیف سمجھا جاتا تھا۔ بظاہر یہ صرف گانوں کے پروگرام ہوتے تھے اور جو جاسوس ان کو وصول کرتا تھا۔ اس کا معصومانہ پیشہ فرانس میں باجا نوازی تھا۔ ایک دن فرانس کے حکام کو شبہ ہوا۔ انہوں نے گانوں کے ان کاغذات کی پڑتال کی تو معلوم ہوا کہ عنوان گانے کا وہی ہے جو معمولی گانوں کا ہو سکتا ہے۔ لیکن اندر عبارت کچھ اور ہے اور عجیب قسم کا ہے۔

غیر معلوم تحریر کاغذ پر لکھ دینا تو اب عام بات ہو گئی ہے۔ "آسپرین" کی ایک ٹکیہ پانی میں گھول کر سیاہی بنائی جاتی ہے۔ اور اس سیاہی سے کاغذ پر لکھ دیا جاتا ہے۔ معمولی روشنی میں یہ تحریر نظر نہیں آتی جب تک بہت تیز روشنی میں اس کو دیکھا نہ جائے سادہ کاغذوں پر اسی قسم کی سیاہی ہوتی ہے۔ لیکن اب اس کا علاج معلوم ہو گیا ہے۔ اس قسم کی تحریریں اب آسانی سے پڑھ لی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ اور عجیب عجیب قسم کی چالاکیاں جاسوس کرتے رہتے ہیں جس پر رفتہ رفتہ روشنی پڑتی جا رہی ہے اگر آئندہ جنگ ہوئی تو جاسوسی کی لائن میں بھی حیرت انگیز ترقی ہونے کی توقع کی جاتی ہے۔

کولمبس کا سفر امریکہ

کولمبس کے ہمراہ سفر امریکہ میں جو ملاح شامل تھے ان میں سے ایک کا انتقال سکاٹ لینڈ میں ہوا۔ ان کے قبضہ میں کولمبس کے ہاتھ کے لکھے ہوئے سفر امریکہ کے حالات موجود تھے جس خاندان میں دنیا کے اس تاریخی ملاح کی موت ہوئی وہ ایک حاریک خاندان تھا۔ ان لوگوں نے وہ تمام کاغذات جو متوفی کے پاس سے برآمد ہوئے۔ سکاٹ لینڈ کے مشہور مورخ ولیم رابرٹسن کے بزرگوں کے حوالہ کر دئے جو بالآخر رابرٹسن کے ہاتھ لگے جس نے ان کو غالباً سولہویں صدی کے آخری قرن میں شائع کیا۔ اس کے ترجمہ کو اردو کا لباس پہنا کر میں قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ کولمبس لکھتا ہے:-

۳ر اگست ۱۴۹۲ء کو جمعہ کے دن تماشائیوں کے ایک بہت بڑے ہجوم کی موجودگی میں ہم جزائر کینری کو روانہ ہوئے ہمارے جہازوں میں سے ایک جہاز پنٹا نامی میں جزائر کینری پہنچ کر کچھ نقصان واقع ہو گیا۔ اس کی مرمت کیلئے ہمیں چند دن وہاں ٹھہرنا پڑا۔ میں نے تمام جہازات کا بغور معائنہ کیا ان میں مسلسل سفر سے جو نقائص پیدا ہو گئے تھے وہ رفع کئے اور کچھ مزید سامان خورونوش جہازوں پر بار کر کے ۶ر ستمبر کو وہاں سے چل پڑے۔ جو راستہ ہم نے اختیار کیا۔ اس پر اس سے پہلے کبھی کوئی جہاز نہیں گزرا تھا میرے رفقاء میں سے بعض نے تو پہلے ہی دن ہمت ہار دی۔ کیونکہ وہ سب یہی خیال کر رہے تھے کہ ان کے لئے اب قیامت تک غیر محدود سمندر کی آغوش میں سونا مقدر ہے۔ میں نے انہیں سمجھایا اور یہ کہکر تسلی دی کہ وہ بہت جلد شاہد مقصود سے ہم کنار ہونگے۔ میری عمر طبائع انسانی کے مطالعہ میں گزری تھی اور تھوڑے سے تھوڑے انسان کو ابھارنے کا فن مجھے خوب آتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی جہاز رانی میں مجھے وہ کمال حاصل تھا جس کا مافوق متصور نہیں تھا میرے ساتھی بحر اطلانتک کا نام سن سن کر ہی بدحواس ہو رہے تھے۔ اس لئے زیادہ کام مجھے خود کرنا پڑتا تھا۔ اور دن رات کے ۲۴ گھنٹوں میں زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے مجھے استراحت کے لئے ملتے تھے۔ ۱۴ر ستمبر تک ہم جزائر کینری کے انتہائی مغربی نقطہ سے دو سو لیگ مغرب کی طرف چلے گئے اور مسافت کا نام سن سن کر میرے ہمراہی اور بھی گھبراتے تھے۔ اس لئے میں نے انہیں طے کئے ہوئے فاصلہ کی صحیح مقدار نہ بتائی یہاں پہنچ ایک مصیبت یہ پڑی کہ قطب نما کی سوئی ذرا مغرب کی طرف جھکی رہنے لگی۔ اس سے ملاح سخت سراسیمہ اور پریشان ہوئے۔ کیونکہ سمندر میں رہنمائی کا کام قطب نما ہی سے متعلق ہے اور اب وہ بھی جواب دیدے تو ملاحوں کا گھبرانا لازمی تھا۔ میں اگرچہ خود بھی اس کی وجہ نہ سمجھ سکا مگر میں کسی نہ کسی طرح ان کی تسلی کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

جب ہم چار سو لیگ سفر طے کر چکے تو نہایت تیز ہوا شروع ہوئی۔ اور ہم نہایت تھوڑے عرصہ میں دو سو لیگ اور طے کر گئے۔ یہاں پہنچکر دیکھا کہ ایک قسم کی بیل تمام سطح سمندر پر پھیلی ہوئی ہے۔ ملاحوں نے سمجھا کہ اب ہم دنیا کے انتہائی مغربی نقطہ پر پہنچ گئے ہیں۔ اور وہ سخت گھبرائے۔ یہاں کچھ پرندے بھی نظر آئے۔ جن کو دیکھکر ملاحوں کی ذرا ڈھارس بندھی اور انہوں نے پرندوں کے وجود کو خشکی کے قریب ہونے کی دلیل سمجھا۔ چونکہ یہ سب پرندے مغرب کی طرف اڑتے تھے۔ اس لئے بصد مشکل و بہ ہزار منت میں نے ملاحوں کو مزید دو ہفتہ تک سفر جاری رکھنے پر آمادہ کر لیا۔ جب دو ہفتے کے سفر کے بعد بھی خشکی کا کوئی نشان نظر نہ آیا تو ملاح جی چھوڑ بیٹھے۔ انہوں نے واپسی کیلئے اصرار شروع کیا۔ جب میں کسی طرح پر بھی واپسی پر رضامند نہ ہوا۔ تو اُنہوں نے مجھے سمندر میں پھینک دینے کا فیصلہ کیا میں اگرچہ ان کی تمام تجاویز سے باخبر رہتا تھا۔ مگر ان پر ظاہر نہیں ہونے دیتا تھا۔ کہ میں ان کے سرائر قلب پر مطلع ہوں اور اگرچہ موت سامنے کھڑی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کر مجھے گھورتی نظر آ رہی تھی مگر میں اپنے رفقاء سفر کے سامنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمیشہ بشاش نظر آنے کی کوشش کرتا تھا اور ہمیشہ یہ کہکر ان کے دلوں کو ابھارتا تھا کہ اگر ہم اپنے مقصد جلیل میں کامیاب ہوگئے تو لوح بقاء سے ہمارے نام کبھی محو نہ ہونگے کبھی کبھی میں انہیں ذرا ڈانٹ بھی دیتا تھا تاکہ ان کے دلوں میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ میں ان سے ڈر کر ان کے ساتھ ملاطفت آمیز سلوک کرتا ہوں جس دن کا یہ واقعہ ہے۔ اس دن ملاح بالکل جی چھوڑ بیٹھے تھے۔ آخر کئی گھنٹوں تک آپس میں مشورہ کرنے کے بعد انہوں نے چند دن اور بلا تامل میرے احکام کی تعمیل کرنے کا فیصلہ کیا۔

اس سے پہلے پرندے کہیں خال خال دکھائی دیتے تھے۔ مگر اب قطار در قطار جنوب مغرب کی طرف اڑتے دکھائی دینے لگے۔ اور یہ ساحل کے قریب ہونے کی قوی تر علامت تھی۔ مگر متواتر کئی دن تک جنوب مغرب کی سمت میں چلنے سے بھی کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ اور آسمان یا سمندر کے علاوہ تیسری چیز نظر نہ آئی۔ یہ صورت حالات دیکھکر ملاحوں کی مایوسی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اور وہ کھلم کھلا میرے مقابلہ پر اتر آئے۔ اور ان کے افسر بھی جو اس سے پہلے اگر دل سے نہیں تو کم از کم ظاہری طور پر میری حمایت کیا کرتی تھے اب ان کے ساتھ مل گئے۔ اب مجھے تحریص و ترہیب کے دونوں حربے بالکل بےکار نظر آتے تھے۔ آخر میں نے ان سب کو ایک جگہ جمع کیا اور ان سے کہا۔ کہ "تم لوگ صرف تین دن اور میرا حکم مانو اس کے بعد بھی اگر زمین نظر نہ آئی۔ تو میں تمہاری بات مان لوں گا۔ اور ہم بلا تامل وطن کو واپس ہو چلیں گے یہ بات انہیں معقول نظر آئی۔ اور انہوں نے اس کو مان لیا۔ ساحل کے قریب ہونیکے علامات لحظہ بلحظہ قوی تر ہو رہے تھے۔ پانی کی گہرائی بہت کم رہ گئی تھی پہلے صرف طیور آبی اڑتے نظر آتے تھے۔ مگر اب ہمارے سروں پر سے خشکی کے پرندوں کے جھنڈ بھی گزرتے اور جانب جنوب مغرب دکھائی دیتے تھے۔ جہاز پنٹا کے ملاحوں نے بید کی ایک تازہ کٹی ہوئی شاخ پانی میں بہتی دیکھی۔ اسی طرح لکڑی کا ایک تختہ سطح آب پر بہتا دیکھا گیا۔ جس پر بیل بوٹے بنے تھے۔ بیری درخت کی ایک تازہ شاخ ملی جسمیں بالکل تازہ سرخ سرخ بیر لگے ہوئے تھے۔ ان سب چیزوں سے مجھے یقین ہوگیا۔ کہ ساحل اب بہت قریب ہے۔ ۱۱ر اکتوبر کو رات کی دعا کے بعد میں نے حکم دیا کہ تمام جہاز کھڑے کر دئے جائیں۔ یہ تین دن کی مہلت کا آخری دن تھا۔ جو ملاحوں نے مجھے دی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ زمین اب بالکل قریب ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بات بھی یقینی تھی۔ کہ میرے کہنے پر ملاح ایک قدم آگے بڑھنے کیلئے تیار نہ ہوں گے۔ اس رات کسی شخص کی آنکھ میں نیند نہ تھی۔ سب جہازوں پر کھڑے ادھر ادھر نظریں گاڑ کر دیکھ رہے تھے۔ جدھر پرندے جاتے تھے اور سب رو رو کر ساحل مراد پر پہنچنے کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔

آدھی رات سے ذرا پہلے میں نے جہاز کی چھت پر سے کچھ فاصلہ پر آگ جلتی دیکھی۔ اور اپنے ایک ساتھی کو دکھائی آدھی رات سے تھوڑی دیر بعد بیک وقت تمام جہازوں سے "زمین، زمین" کی جاں پرور صدائیں بلند ہوئیں ملاحوں نے خوشی میں آکر گانا اور تھرکنا شروع کر دیا۔ مگر مجھے یہ دھڑکا برابر لگا رہا کہ کہیں یہ فریب نظر نہ ہو۔ جب صبح ہوئی اور شاہ خاور کی نورانی کرنوں نے خطہ غبرا کو منور کیا۔ تو میرا یہ خطرہ دور ہوا۔ جہاز پر سے ہمارے بالکل قریب ہی ایک جزیرہ نظر آنے لگا جس میں کئی چھوٹی چھوٹی ندیاں بہ رہی تھیں ایک طرف گھنا جنگل تھا۔ دوسری طرف ہری بھری کھیتیاں لہلہا رہی ہیں اور جو گستاخانہ سلوک وہ میرے ساتھ تمام سفر کے دوران میں کرتے چلے آئے تھے۔ اس پر انہیں سخت ندامت ہوئی۔ اور وہ سب آکر میرے پاؤں پڑے مجھ سے معافی مانگی۔ اور میں نے انہیں معاف کر دیا۔

آفتاب کی پہلی کرن کے زمین پر پڑنے کے ساتھ ہی ہم مسلح ہوگئے۔ سب نے فوجی وردی پہن لی۔ قومی نشانوں سے اپنے سینوں کو مزین کیا۔ اور ہمارے جہاز نہایت شان و شوکت اور طمطراق کے ساتھ ساحل کی طرف روانہ ہوئے۔ ساحل پر جزیرہ کے صدہا باشندے تصویر حیرت بنے ہمکو اور ہمارے جہازوں کو دیکھنے کیلئے کھڑے تھے سب سے پہلے سرزمین امریکہ پر میں نے قدم رکھا۔ اس وقت میں ایسے بہترین لباس میں ملبوس تھا اور میرے ہاتھ میں شمشیر برہنہ تھی۔ اس کے بعد میرے تمام ہمراہی جہازوں سے اترے ہم سب نے اس زمین کو ہیم بوسے دئے۔ جس کی تلاش میں ہم نے اتنی صعوبتیں اٹھائی تھیں اور اسکے بعد ہم نے اس پر قبضہ کر لیا۔

(ماخوذ)

ایک سکھ کا تبصرہ

سردار رگھبیر سنگھ صاحب ساکن پشاور محلہ بھاگو شاہ سے لکھتے ہیں کہ :-

احمدی بھائیو اور بہنو!

میں نے ۱۰ ر مارچ کو جب کہ میں بھائی جوگا سنگھ کے گوردوارہ سے آرہا تھا۔ ایک احمدی بھائی سے ملاقات کی۔ جس نے مجھکو ایک کتاب پڑھنے کے لئے دی۔ کتاب کے پڑھنے سے میں نے محسوس کیا کہ مرزا صاحب بھی اسی شراب حقیقت کے متوالے ہیں۔ جو گورو نانک جی اور گورو ارجن دیو جی نے پی تھی۔ کتاب پڑھنے سے معلوم ہوا کہ کہ مرزا صاحب جس طرح احمدیوں کے لئے نبی اور مسیح موعود ہیں اسی طرح ہمارے لئے کلنکی اوتار اور سری کرشن کا روپ دھارن کئے ہوئے ہیں اور احمدی بھائی یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ گورو نانک جی مہاراج بھی خدا کے سچے فرستادہ تھے میں نے مرزا صاحب کی ذات اور ان کے اعمال پر غور کیا تو ان میں حیرت انگیز مشابہت معلوم ہوئی۔

مرزا صاحب اور گوروجی مہاراج دونوں توحید کے قائل تھے دونوں کا جنم بھوم پنجاب کی مبارک سرزمین ہے۔ دونوں مسلمانوں کے بزرگ محمدؐ صاحب کی تعریف کرتے ہیں۔ دونوں ہندوؤں کے بزرگ سری کرشن جی کو خدا کا سچا اوتار مانتے ہیں۔ دونوں ہندو مسلمانوں کو ایک مشترک مذہب کی طرف بلا رہے ہیں۔ دونوں کو مسلمان ملانوں نے اور ہندوؤں کے پنڈتوں نے اپنے مذہب کا دشمن خیال کرکے مخالفت کی۔

مرزا صاحب اور گوروجی مہاراج دونوں بلند پایہ شاعر تھے دونوں کو دو بلند پایہ مریدوں نے شہرت کے آسمان پر پہنچایا۔ اور جس طرح مردانہ اور بالا نے گوروجی کے پریم بھرے پیغام کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اسی طرح مولوی محمد علی اور خلیفہ جناب بشیر الدین محمود احمد صاحب نے مرزا صاحب کا پیغام دنیا کو پہنچایا۔

دونوں حکومت وقت کے نہایت وفادار رعیت اور خیر خواہ تھے۔ اور عمر بھر تلوار ہاتھ میں نہیں پکڑی۔ دونوں کے غیر ملکی حکومت کے سایہ ہندو مسلمانوں کو اپنے جھنڈے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تلے جمع کرنے کی کوشش کی۔ دونوں نے اپنے مذہب سے سیاسیات کو خارج رکھا۔ اور سیاست کو ایک ایسا درخت بتایا جس کا پھل کڑوا ہے۔

دونوں کی تعلیم اسلام سے ماخوذ ہے۔

جناب مرزا صاحب اور گورو نانک جی کے چہروں کے دیکھنے پر صورت اور لمبی نورانی داڑھی میں بھی حیرت انگیز مشابہت معلوم ہوتی ہے۔

اس لئے میں احمدی فرقہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر وہ آج باضابطہ اعلان کر دیں کہ جس طرح محمد صاحب اور موسیٰ اور عیسیٰ اور کرشن اور بدھ خدا کے پیغمبر تھے اسی طرح ہر زمانہ میں اوتار آ سکتے ہیں۔ اور اسی طرح ایک زمانہ میں ہندوستان کے لئے کرشن اور بدھ اور پنجاب کی ہدایت کے لئے گورو نانک جی پیدا ہوئے۔ تو مجھے مرزا صاحب کے ماننے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ اور بات بھی یہ ہے کہ مسلمانوں میں بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ اپنے پیغمبر کو نبی آخر الزمان نبیوں کا ختم کرنے والا مانتے ہیں جب آپ نے وسیع النظری سے کام لے کر ہر زمانہ میں نبی آنے مان لیا ہے تو گورو جی مہاراج کو ماننے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ اور سکھ اور احمدی فرقے متحد ہو گئے تو دنیا کی کوئی قوم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ فقط۔

خاکسار رگھبیر سنگھ محلہ بھاگو شاہ پشاور ۲۵ $\frac{۳}{۳۵}$

سنگترے کھانے کے فوائد

کسی غذا کا ہضم ہونا اور شے ہے اور جزو بدن بننا اور شے ہے۔ ایک چیز اگرچہ بظاہر ہضم ہو گئی ہو لیکن انسانی جسم کیلئے یہ اسی وقت کارآمد ہوگی جب کہ وہ جزو بدن ہو جائے گی۔ مطلب یہ کہ خون اور گوشت وغیرہ میں تبدیل ہو کر بدن کا حصہ قرار پائے گی۔ یہ بھی ایک طبی نکتہ ہے۔ کہ جو غذا ہم کھاتے ہیں۔ سب کی سب جزو بدن نہیں بنتی۔ اس کا بہت سا حصہ فضول مادوں کی شکل اختیار کر لیتا ہے جو اگر زیادہ دیر انسان کے جسم میں رہیں گے۔ تو سڑ کر کئی قسم کے زہر پیدا کریں گے۔ اور کئی امراض کا باعث ٹھہریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ طبیب ان غذاؤں کو ترجیح دیتے ہیں۔ جو نہ صرف آسانی سے ہضم ہوں بلکہ جزو بدن بننے کی خاص طور پر خاصیت رکھتی ہوں سنگترے کے رس کے اندر جو ترشی اور شیرینی ہوتی ہے قدرت نے اس کو یہ خوبی بخشی ہے کہ ان کو ہضم کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ فوراً جزو بدن بنتے چلے جاتے ہیں۔

ہم مندرجہ ذیل سطور میں سنگترہ کے رس کے بعض زیادہ اہم فوائد تحریر کرتے ہیں:-

۱۔ بخار کے مریض کے لئے (جن کو پروٹین والی غذا کی ضرورت ہوتی ہی نہیں یا بہت ہی کم ہوتی ہے) سنگترے کا رس نہایت مفید ہے۔ مغرب کے ماہرین طب یہاں تک دعویٰ کرتے ہیں کہ ان مریضوں کے لئے کوئی غذا سنگترے کے رس سے بہتر تو کجا اس کے برابر بھی نہیں اس کی دلیل کے طور پر وہ حقائق پیش کرتے ہیں کہ بخار کے مریض کی پیاس کی شدت رفع کرنے کے لئے اس کے جسم سے وہ زہریلے مواد نکال دیئے جائیں جو اس کا تن بدن اور خون اور گوشت جلا رہے ہیں۔ پس عام پانی کی بجائے سنگترے کا رس استعمال کیا جائے جو نہ صرف پانی مہیا کریگا۔ بلکہ زہر کو دفع کرنے والی دوا بھی مہیا کریگا۔

۲۔ سنگترے کا رس ایک ایسا معطر پانی ہوتا ہے کہ اس کی مثال موجود نہیں۔ جراثیم سے قطعاً پاک اور کسی قسم کے غیر مادوں سے مبرا ہونا اس کا خاص امتیاز ہے۔

۳۔ سنگترے میں جو ترشی ہوتی ہے وہ پیاس بجھانے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ اور پھر اس کا ذائقہ ایسا نفیس اور خوشگوار ہوتا ہے کہ مریض ہنسی خوشی جس قدر اس کی ضرورت ہو پی لیتا ہے۔ بخار کے زہر کے سبب مریض کی زبان پر جو میل جم جاتا ہے اور جس کے سبب اس کو غذا اور پانی دونوں کی رغبت نہیں رہتی۔ اس پر سنگترے کے رس کی خوشبو اور ذائقہ غالب آجاتا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ رس پانی دوا اور غذا کا کام دیتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں۔ سنگترے کے رس کی وہ غذائیت جو کمزوروں اور مریضوں کے لئے خصوصیت سے موزوں ہے اس شے میں دودھ کے برابر ہوتی ہے۔

۴۔ چونکہ سنگترے کے رس میں پروٹین کی مقدار صرف ایک فی صدی کا بھی نصف ہوتی ہے۔ اس لئے یہ بات بخار خاص کر انفلوئنزا کے مریضوں کیلئے خاص طور پر مفید ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان مریضوں کی قوت ہاضمہ کمزور ہوتی ہے۔ اور یہ لازم ہے۔ کہ ان کو وہ غذا دی جائے۔ جو معدہ پر مطلق بوجھ نہ ڈالے۔ اور فی الفور نہ صرف ہضم ہو جائے۔ بلکہ جزو بدن بن جائے۔

۵۔ پاؤ ڈیڑھ پاؤ سنگترے کے رس کے ساتھ جو کا دلیا شامل کر کے مریض کو کھلانا چاہیئے۔ تپ محرقہ تک کے مریضوں کو صرف سنگترے کے رس نے صحتمند بنا دیا۔

۶۔ وہ شیر خوار بچے جن کی مائیں ان کو دودھ نہیں پلاتیں اور کمزور رہتے ہیں۔ خوب پکے ہوئے سنگترے کا رس انہیں استعمال کرنا چاہیئے اس سے نہ صرف ان کو وہ "وٹامن" ملیگی جس سے ان کی پرورش نہایت عمدہ ہوگی۔ بلکہ اکثر بیماریوں سے بھی محفوظ رہیں گے۔ وہ مائیں جو بچوں کو خوب دودھ پلاتی ہیں۔ سنگترے کے رس سے بہت فائدہ اٹھا سکتی ہیں ان کو بھی "وٹامن" کی خاص ضرورت ہوتی ہے۔

غرضیکہ سنگترے کے رس کے بے شمار فائدے ہیں۔ اس قدر فائدے اور کسی پھل میں نہیں پائے جاتے لہٰذا سنگترے کا زیادہ سے زیادہ استعمال نہ صرف بیماری کی حالت میں بلکہ صحت کی حالت میں اس سے بھی کہیں بڑھ کر مفید ہے۔

ضرور ملاحظہ کیجئے!

نور کی نئی چٹیں لکھی جا رہی ہیں اگر کسی دوست کا پتہ قابل اصلاح ہو تو اس کے متعلق جلد اطلاع دیں تاکہ جدید چٹوں میں اس کی اصلاح ہو سکے۔

ضروری اطلاع۔ خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت کا گلہ نہ ہونا چاہیئے۔

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ

اس کا مفصل اشتہار اسی اخبار کے صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ کیجئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

اکسیر البدن رجسٹرڈ دُنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے،

بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں۔ اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کردیں۔ کیونکہ دل میں نئی اُمنگ۔ اعضا میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور۔ نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا بس اس اکسیر پر ختم ہے۔ ایکماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچروپے (صہ) محصولڈاک علاوہ۔

ڈاکٹر صاحب کی رائے

جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب ایس اے ایس آئی۔ ایم۔ ڈی انڈین ملٹری ہسپتال کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے ایک دوست نے میری سفارش پر آپ کی ایجاد کردہ اکسیر البدن کا استعمال کیا اور انہیں اس اکسیر سے بیحد فائدہ ہوا ہے۔ جس کے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی جلد بھیجدیں۔"

بڑے بڑے لوگ توموتی سُرمہ کو ہی ترجیح دیتے ہیں!

کیونکہ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوند ابتدائی موتیابند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جولوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔

قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے (عہ/ ۸)
محصول ڈاک علاوہ۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی رائے

جناب مولٰنا ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہُوا۔ لیکن آپ کے موتی سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہوگئی۔ اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہوگئی ہے۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور بدوں آپ کے تقاضہ کے محض فائدہ عام کے لئے ان الفاظ کو اس غرض کے واسطے آپ تک پہنچاتا ہوں کہ اسے ضرور شائع کریں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں۔"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزا شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ یوہمبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی و پرانی امراض میں اسکا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ہاضمہ قبل از وقت بالوں کا سفید ہوجانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی۔ سستی۔ اُداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ تعالٰی آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف عنہ (بیس روپے) محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۷۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی ایک مریض جسکی عمر چالیس سال سے متجاوز ہوچکی تھی اور جس کو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی، استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رُونما ہوئی جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہوگئی ہے۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔"

"اکسیر اکبر" واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی، آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کردیتی ہے۔ سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے۔ اس کے ایک قطرے کے حلق سے اُترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گنٹھیا کے درد۔ عرق النسا کے درد۔ معدہ کے درد۔ جگر کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے۔ ناسور۔ جلے ہوئے آبلوں۔ تلی۔ بخار ہیضہ۔ بدہضمی کیلئے اکسیر۔ قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت فی دو شیشی دو روپے چار آنے (عہ/ ۴) محصول ڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم کے ذریعہ جاں بلب مریض کو شفا ہوگئی!

جناب مسٹر خلیل الرحمٰن صاحب اپر ایر آبزرویٹری آگرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے تریاق اعظم نامی دوا آپ سے منگوائی ہے۔ میں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے یہ تریاق اعظم ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ضروری ہونا چاہئے۔ میرے پڑوس میں ایک جاں بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں جن میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی۔ آپنے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ اگر اسے زندگی کا رہبر" کہا جائے تو بجا ہے۔ ایک شیشی کلاں بہت جلد بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں"

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ در گور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت صرف ۳ (تین روپے) محصول ڈاک علاوہ۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت کیلئے کافی ہے صرف ایکروپیہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اُٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے، بےچینی۔ گھبراہٹ۔ سُستی اور اُداسی چھائی رہتی ہو۔ کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔ اس کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاءاللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا۔ ایکماہ کی خوراک جس میں ۵ اتولہ دوا ہے قیمت پانچروپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ دردِ شکم۔ اپھارہ۔ باؤگولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ قے۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی۔ دمہ کیلئے تیر بہدف ہے۔ دودھ، گھی، مکھن، بالائی، انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ، حافظہ، ذہن تیز کرنے۔ کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بینظیر چیز ہے۔ قیمت صرف ۲ دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو۔ تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے اگر ایک روز بھی کھلکر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں گویا معدہ کی کی جھاڑو۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایکسو ۱۰۰ گولی کی قیمت صرف ۲ دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

افیون چھڑاو گولیاں

افیون بہت بُری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ہماری یہ گولیاں انشاءاللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلادینگی قیمت یکصد گولی ۲ دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد، چہرہ زرد۔ طبیعت سرد، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے۔ دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اس کی قیمت دس ۱۰ روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی۔ مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے محصولڈاک علاوہ

بیس ۲۰ سالہ احتلام، جریان اور سُستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب مگھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس سال کے امراض احتلام جریان، سُستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے"

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بےچینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ اور اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے۔ لگ جاتا ہے۔ ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے۔ جس کی بُو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے۔ جس طرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے۔ اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے کی قیمت ایکروپیہ چار آنے۔ محصول، ڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ:- **مینیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان نو کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے صرف نصف قیمت

موتی کوڑیوں کے مول

ان نو کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے صرف نصف قیمت

حضرت بابا نانک رحؒ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جسمیں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیئو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) دیجیہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ وغیرہ وغیرہ، شری گورو گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانک رحؒ کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل وجان سے مؤید تھے (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر اخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے۔ اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بےنظیر کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ بارہ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ

مُسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے اس میں سکھوں کی مسلّمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے۔ یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا۔ ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو تاکہ ہمارے ہمسایہ سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت صرف پانچ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

سِکھ اور مُسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اسقدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے۔ سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین چیز ہے۔ قیمت فی کاپی آٹھ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ

سِکھ مُسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے جو انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سُنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سکھوں کا اگر مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی۔ سکھ دوستوں کو دینے کیلئے بےنظیر تحفہ۔ قیمت صرف آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

ہُندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور باونے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی تھیں یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا چلا تھا۔ اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کے روکنے کیلئے بہترین ثابت ہوئی تھی۔ اس کی تاثیر اور قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلم آؤٹ لک۔ زمیندار اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ آج تک اس موضوع پر جسقدر کتب لکھی گئی ہیں یہ ان سب پر فائق ہے مجھ سے اجازت لیکر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبان میں بھی ترجمہ کیا۔ اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے۔ کاغذ۔ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ ہے۔ قیمت غیر مجلد چھ آنے۔ جو تقریباً اصل لاگت ہی ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت وسیع پر ہو اسلئے اسکی قیمت تقریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم ار - گورو کی بانی گورمکھی میں ار - جھوک مہدی ار

یہ نو کتب کا سٹ جس کی قیمت (۲/۵) پانچ روپے دو آنے ہوتی ہے۔ اکٹھا خریدنے والوں سے نصف قیمت یعنی صرف دو روپے نو آنے (۲/۹) لی جائیگی۔ محصولڈاک علاوہ

مِلنے کا پتہ :- مینیجر اخبار نور - نور بلڈنگ - قادیان ضلع گورداسپور پنجاب